عقیدت

(قصائد، مناقب، رباعیات، سلام و مرثیہ)

صہبا اختر

(شاعرِ اہل بیت)

عقیدت

(قصائد، مناقب، رباعیات، سلام و مرثیہ)

صہبا اختر

نام کتاب	:	عقیدت
پہلا ایڈیشن	:	۲۰۱۷ء
اہتمام	:	صہبا اختر فیلی
ای میل	:	drnadeemakhtar@hotmail.com
کمپوزنگ	:	احمد گرافکس، کراچی
طابع	:	اے جی پرنٹنگ سروسز، کراچی
قیمت	:	۲۰۰ روپے

ملنے کا پتہ:

احمد گرافکس اینڈ کمپیوٹر سروسز

آفس نمبر ۱۹، سوہنی سینٹر، کریم آباد، کراچی

انتساب

غلامانِ حسینؑ کے نام جو ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے

فہرست

پیش لفظ

میں وہ سرکش ہوں کبھی آتا نہیں جو زیرِ دام
میں نہیں کرتا کسی سلطانِ دنیا کو سلام
ہاں مگر ذکرِ حسین ابنِ علیؑ آجائے تو
میں غلام ابنِ غلام ابنِ غلام ابنِ غلام

یہ رباعی صہبا اختر کی ادبی، مذہبی اور خاندانی پس منظر کا سرنامۂ کلام اور ایک بہترین تعارف ہے۔ صہبا اختر صاحب نے زندگی بھر حمد و نعت اور مناقب و قصائد کو اپنی طبعی اور اُخروی زندگی کے لیے باعثِ رحمت اور نجات سمجھا اور انتہائی خالص جذبوں کے ساتھ خیال و قلم کے اس روحانی رشتوں کو ذہن کی خلوتوں سے اور دل کی دھڑکنوں سے نکال کر سپردِ قرطاس کرتے رہے۔ صہبا جانب عقبیٰ روانہ ہوگئے اور ان کا قلم اس دنیا کی سمجھ و بوجھ کے حوالے سے شاید رُک گیا لیکن ان کی آواز بشکلِ حرف و لفظ ذہن میں بازگشت کرتی ہوئی اور قرطاس پر گونجتی اور گرجتی دکھائی دیتی ہے۔ وہ آواز کہ جس کے پیچھے حب

محمد ﷺ و آل محمد ﷺ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا سنائی دیتا ہے۔

جب صہبا اختر نے اپنی کتاب اقرا کے دیباچے کی ایک نعت میں لکھا "وہ اور ہوں گے جنھیں نظر کرم نے ٹال دیا" صہبا اختر اپنی مذہبی شاعری کو محمد ﷺ و آل محمد ﷺ کی نظرِ کرم کا تحفہ محسوس کرتے ہیں انھوں نے اس کو اپنے لیے ذریعہ نجات تصور کیا اور مختلف شعراء کی برعکس مذہبی شاعری کو ادبی معیار اور خوبصورتی سے آویزاں کیے رکھا۔

وہ نعتیہ کلام ہو یا مناقب و قصائد یا پھر مرثیے، سارا کلام وہ رسول ﷺ و آلِ رسول ﷺ کے سچے عشق میں اکثر راتوں کو جاگ کر لکھا کرتے تھے۔ زیارات کے دوران صہبا اختر نے منبر کا طواف کیا اور عالمِ استغراق میں رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کی دعا کی۔ اس واقعے کا ذکر انھوں نے معروف صحافی آغا مسعود حسین سے کیا جنھوں نے اس واقعے کو صہبا اختر صاحب کے انتقال کے بعد اپنے کالم میں کیا جو اخبار جنگ میں بھی چھپا۔

کراچی کی محافلِ میلاد خاص طور پر امام حسنؑ کے حوالے سے کیے گئے میلاد کے حوالے سے کراچی کی تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے صہبا اختر کا کلامِ شاعر بازبانِ شاعر سنا ہے انھیں علم ہے کہ جس طرح صہبا اختر اپنا کلام ڈوب کر لکھا کرتے تھے اسی طرح ڈوب کر اپنا کلام کو پڑھا بھی کرتے تھے۔

مولائے کائنات کے حوالے سے محافل اکثر حضرات اب بھی یاد کرتے ہیں اور صہبا اختر کا کلام دم دما دم یا علیؑ اُن کی آواز میں اپنے کانوں میں گونجتا ہوا محسوس کرتے ہیں۔ جو مردانہ آہنگ ان کی تحریر میں تھا وہی مردانہ آہنگ اور بہاؤ اُن کی منفرد ادائیگی میں بھی موجود تھا۔ حبِ علیؑ کی مئے سے ان کے قلم کو روشنائی ملتی تھی اور قلم سے قرطاس پر منتقل ہونے والے الفاظ خود صہبا اختر کے ساتھ ساتھ ان کے قارئین اور سامعین کی ذوقِ ایمانی کی تسکین اور ایمانی توانائی کا سبب بنتے۔

اس مجموعۂ کلام میں آپ کو آئمۂ کرام کی شان اور ان سے منسوب کلام مناقب اور قصیدوں کی صورت میں ملے گا اور ساتھ ہی وہ قطعات اور رباعیات اس مجموعۂ کلام کا حصہ ہیں ایک رباعی حاضرِ خدمت ہے کہ

اجالے جس نے بکھرائے نبیؐ کے نور میں کھو کر
امامت کے دیے جاگے ہیں جس کی گود میں سو کر
کسے معلوم وہ شہزادیٔ کونین کی عظمت
نبوت جس کا احترام فرمائے کھڑے ہو کر

..........o..........

جائز کوئی شراب نہیں کائنات میں
اس باب میں گواہ خدا کا کلام ہے
لیکن جناب شیخ یہ حب علیؑ کی مے
پینا نہیں حرام، نہ پینا حرام ہے

.............o.............

اسی مجموعۂ کلام میں فرزدق کے قصیدے کا منظوم ترجمہ بھی موجود ہے کہ جسے صہبا اختر نے انتہائی ولولے کے ساتھ لکھا اور اسی ولولے کے ساتھ سامعین کی نظر کیا۔

جوش کی مانند صہبا اختر کے یہاں بھی نظمیں اور قصائد ایک انقلابی کیفیت لیے ہوئے ہے۔ کربلا سے بہت سے مفکروں، شاعروں نے مختلف اسباق لیے ہیں لیکن جذبۂ انقلاب وحریت کہ جیسے جوش نے کشید کیا اسی طرح صہبا اختر کی ہاں بھی یہی کشید شدہ جذبہ بہت توانا نظر آتا ہے اور اہلِ حر کے لیے باعث توانائی ہے۔

آخر میں مرثیے کے حوالے سے چند باتیں کہ لفظ، علم زندگی کے حوالے سے لکھا گیا یہ مرثیہ جدید مرثیے کی ایک خوبصورت مثال ہے۔ مرثیہ کا چہرہ لفظ و علم کے حوالے سے ایک ذخیرۂ فلسفہ وفکر لیے ہوئے ہے۔ مرثیہ کے آغاز سے

اختتام تک ایک بہاؤ کی سی کیفیت ہے جو اہلِ ادب کے ذوقِ سخن کی بھی سیرابی کا باعث بنے گی۔ دعا ہے کہ یہ مجموعۂ کلام درِ اہلِ بیتؑ اور بارگاہِ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قبول ہو۔ انشاء اللہ

مکتبہ صہبا اختر

حمد

لکھی ہے حمد کہ الحمد، میرا ربّ تو ہے

لکھی ہے حمد کہ الحمد، میرا ربّ تو ہے
کہ میرے دل کی صدا، میرا نطقِ لب تو ہے

ترا جمال ہے کل کائنات کو گھیرے
یہ مہر و ماہ، حجاباتِ نور ہیں تیرے
مجھے خبر ہے تجلیٔ روز و شب تو ہے

کبھی مہکتے ہوئے برگ و گل کی خوشبو ہے
کبھی برستے ہوئے بادلوں کا جادو ہے
کبھی بھڑکتی ہوئی آگ کا غضب تو ہے

صدا نہیں ہے مگر تو سنائی دیتا ہے
تو صرف اندھے یقیں کو دکھائی دیتا ہے
جسے نگاہ نہ دیکھے وہ بوالعجب تو ہے

تری تلاش میں، روحِ شہود میں گم ہوں
قدم قدم پہ رکوع و سجود میں گم ہوں
نفس نفس کی صدائے ادب ادب تو ہے

دلِ حزیں کے لیے مہربانِ آخر ہے
کہیں اماں نہ ملے تو امانِ آخر ہے
ہجومِ یاس میں سرچشمۂ طرب تو ہے

اناے محض کی ساری تعلّیاں تیری
صفات و ذات کی ساری تجلّیاں تیری
ہر ایک حرف کا سرمایۂ ادب تو ہے

بیانِ حق کے لیے لوح بھی قلم بھی تُو
مرا وجود بھی تو اور مرا عدم بھی تُو
کہ ہر وجود و عدم کے لیے سبب تو ہے

تمام دہر کی رازق، رَبُوبیت تیری
کہ نیک و بد سے ہے بالا، الُوہیت تیری
تو بے نیاز ہے پر بے نیاز کب تو ہے

وہ اشک ہوں کوئی چنتا نہیں جسے یا رب
ترے سوا کوئی سنتا نہیں جسے یا رب
مرے وجود کی وہ آہِ نیم شب تو ہے

جبیں کا داغ نہیں غیر کی جبیں سائی
مجھے قبول ہے، کون و مکاں کی تنہائی
بلا سے کوئی نہیں میرے ساتھ جب تو ہے

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

فراغِ فرشِ زندگی، چراغِ چرخِ چنبری

فراغِ فرشِ زندگی، چراغِ چرخِ چنبری
نظر نظر کی روشنی، نفس نفس کی نغمگی
مرا ترانۂ سحر، مرا وظیفۂ شبی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

بہار آئی دفعتاً سجی زمیں کی انجمن
پون چلی سَنن سَنن بجے وہ دف چھنن چھنن
چمن چمن، دمن دمن صبا پکارتی چلی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

وہی ہے رہبرِ سُبلؐ وہی ہے خاتمِ رسلؐ
وہی نشاطِ دو جہاں وہی ہے انبساطِ کُل
کہ نغمہ گر ہے گُل بہ گُل بہار کی سمن لبی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

محمدؐ آبجوئے دل محمدؐ آفتابِ جاں!
زمیں زمیں زماں زماں کرن کرن کراں کراں
کشادِ دل کشاں کشاں یہی نوشتۂ جلی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

کبھی کنارِ یم بہ یم، کبھی سحابِ نم بہ نم
بنامِ گلشنِ امم، صبا نفس سحر قدم
کتاب، روشنی، قلم، شعور، علم، آگہی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

اذان بھی، امان بھی، سلام بھی، درود بھی
قیام بھی، قعود بھی، رکوع بھی، سجود بھی
ریاضتوں کا مدعیٰ، عبادتوں کا منتہی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

مظہرِ وجود میں، تجلیٔ ضمیر بھی
مزملؐ و مدثرؐ و مبشرؐ و نذیرؐ بھی

ہمہ بلند مرتبی ہمہ ستارہ منصبی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

طلوع بھی، ظہور بھی، جمال بھی، نگاہ بھی
وہ راہبر بھی، راہ بھی، ثبوت بھی گواہ بھی
وہ جاں بھی جاں پناہ بھی بنامِ بندہ پروری

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

امین و ایمن و اماں حسین و احسنِ جہاں
وہ جانِ جاں فرشتگاں وہ تاجدارِ ہر زماں
وہ مرشدی و سیّدی وہ ہاشمی و یثربی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

وہ مہرِ صبح و ماہِ شب، جلالِ حق، جمالِ رب
درودِ دل، سلامِ لب، شہِ عجم، شہِ عرب
حسب میں نازشِ حسب، نسب میں نورِ نسبی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

امیرِ بزمِ بحر و بر، خبیرِ عالمِ خبر

بشیرِ منزلِ بشر، سفیرِ محفلِ سحر
نظیر و ناظر و نظر، منیر و مہرِ منجلی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

علیم و عالِم و علَم، نعیم و منعِم و نِعم!
کریم واکرم و کرم، حریم و محرم و حرم
حکیم و حاکم و حَکَم، سراج و تاجِ سروری
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

نصیب و ناصبِ نمو، حبیب و صاحبِ وجود
شہید و شاہد و شہود، حمید و حامد و حمود
وصالِ ساجد و سجود، کمالِ شانِ بندگی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

وہ آیتوں سے مشکبو، جمالِ حق کے روبرو
فسوں ہے جس کا چار سو اُسی کا عکس ہو بہو
وہ عبدہٗ رسولہٗ وہ موہبہ مو پیمبری
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

ہمہ سوال کو بہ کو ہمہ جواب سو بہ سو
وہ غور و فکر و جستجو، بہ نعرۂ تفکرو
کبھی صفا کی گفتگو کبھی حرا کی خامشی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

زمین و آسمان ایک شہرِ علم ہیں مجھے
تمام اسم اُس کے اسم کا طلسم ہیں مجھے
نہ کوئی رمز غیر ہے نہ کوئی لفظ اجنبی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

قریبِ خاکداں بھی وہ حبیبِ آسماں بھی وہ
محیطِ نور کی قسم یہاں بھی وہ وہاں بھی وہ
کبھی ہے عرش کی صدا کبھی ہے فرش ملتجی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

قیاس بھی نہ کر سکے اُسے کسی طرح جدا
کچھ اس قدر قریب ہے خدا سے بندۂ خدا
کہ اب ازل سے تا ابد ازل وہی ابد وہی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

حضور آپ سے ملے مجھے سُراغ اصل کے
حضور صدقے آپ پر چراغ میری نسل کے
حضور میری جاں فدا، نثار اُمّی و ابی
مرا ترانۂ سحر مرا وظیفۂ شبی

نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حریم دل میں جب میں نے یہ نعت نبیؐ سوچا

حریم دل میں جب میں نے یہ نعت نبیؐ سوچا
سرِ غارِ حرائے جاں، عجب اک نور سا چمکا
بہ اذنِ قاریٔ اقراء، قلم بولا کہ بسم اللہ

پیام بارشِ الہام تھا، اقبال کا مصرعہ
مرے ہاتھوں سے جب ساغر، مرے وجدان کا چھلکا
سخن اندر سخن میں بھی کبھی ابھرا کبھی ڈوبا

شب وجدان کا سایہ، مرے افکار میں مہکا
محمدؐ جب لکھا میں نے، سرِ قرطاس دل صہبا
ستارے جھوم کر آئے، اجالا ٹوٹ کے برسا

تفکر سے تصور تک، سفرہے کس تحیر کا
کہ مثلِ نغمۂ قرآن، مری ہر سانس میں گونجا
کبھی یا سید و یاسینؐ، کبھی یا طاہر و طہٰؐ

کہیں سایہ کشِ سدرہ، کہیں جلوہ گرِ طوبیٰ
کہیں واللیل وہ گیسو، کہیں والشمس وہ چہرہ
تجلی زادِ مدحت میں، جدھر دیکھا انہیں دیکھا

وہی اوّل وہی اولیٰ، وہی مالک وہی مولا
وہی احمد وہی حامد، وہی محمود ہیں واللہ
جسے قرآن کہتے ہیں، قصیدہ ہے محمدؐ کا

تبسم بھی رسالت کا، تکلم بھی نبوت کا
حوالہ بھی اجالا بھی، محمدؐ کی صداقت کا
جلالِ پرچمِ حیدرؑ، جمالِ چادرِ زہراؑ

عطائے مہرِ یثرب ہے، اجالا ماہِ کنعاں کا
تجلی سایۂ رحمت کی تنویر ید بیضا
ہُوا ہے آپ کے دامن کی اعجاز دمِ عیسیٰ

یکا یک درد یہ کیسا، مرے احساس میں چمکا
کہوں تو آپ سے کیسے کہوں آخر شہِ بطحا
اذاں بے ساعت ہے، فغانِ مسجدِ اقصیٰ

یہ کیسی آگ میں الجھی ہوئی ہے ملتِ بیضا
ہمہ فریادِ ملت ہے مگر کوئی نہیں سنتا
کرم یا سرورِ عالم، مدد یا سید والا

نگاہ و دل پہ طاری ہے، عجب اک عالمِ گریہ
کہاں محفوظ ظلمت ہے، کوئی گوشہ کوئی قریہ
مسلسل تفرقوں کی زد میں ہے ملت کا ہر فرقہ

یہ شعلے عصرِ حاضر کے بجھا بھی دیجیے آ کر
ہمیں مرگِ ندامت سے بچا بھی لیجیے آ کر
بنامِ عظمتِ قرآں، بنامِ حرمتِ کعبہ

حضرت امام علیؑ کی شانِ اقدس سے منسوب کلام

مہرباں رہتا ہے مجھ پر میرے آقا کی طرح
گفتگو کرتا ہے جو نہج البلاغہ کی طرح
ہر صدی میں ایک ہے اسکے غلاموں کا وقار
کوئی قنبر کی طرح ہو چاہے صہبا کی طرح

ہر شعر میں خوشبو جریدہ پڑھنا
ہر سانس پہ مدحت کا وظیفہ پڑھنا
اعزاز ہے ہم جیسے فقیروں کے لئے
مولا کی صدارت میں قصیدہ پڑھنا

دم ہمہ دم یا علیؑ

مالک و مولیٰ علی

مالک و مولیٰ علی
اول و اولیٰ علی
برتر و بالا علی
ارفع و اعلیٰ علی
نغمہ و نعرہ علی
دم ہمہ دم یا علی

رونقِ کعبہ علی
ساجد و سجدہ علی
جاذب و جذبہ علی
غازی و غزوہ علی
غالب و غلبہ علی
دم ہمہ دم یا علی

دین کی میزان میں
حلقۂ وجدان میں
لہجۂ ایمان میں
دیدۂ قرآن میں

بائے بسم اللہ علی
دم ہمہ دم یا علی

فکرِ شعلہ نام میں
حق کے ہر پیغام میں
دورِ صبح و شام میں
عالم اسلام میں

لا علی الا علی
دم ہمہ دم یا علی

ایک ہی زنجیر ہے
ایک ہی تصویر ہے
ایک ہی تنویر ہے
نور کی تعمیر ہے

از محمدؐ تا علیؑ
دم ہمہ دم یا علیؑ

روشنی کی لہر ہے
جو چراغ دہر ہے
جو طلوع مہر ہے
علم کا جو شہر ہے

اس کا دروازہ علیؑ
دم ہمہ دم یا علیؑ

ہادی و الا حشم
رہبر انجم قدم
مشعل طاق حرم
دانش و لوح و قلم

منبر و خطبہ علیؑ
دم ہمہ دم یا علیؑ

وہ شہ عالی جناب
خاکسار و بوتراب

مکتبِ ایماں نصاب
صورتِ اُمّ الکتاب
قوتِ گویا علی
دم ہمہ دم یا علی

سرفروش و جاں نثار
وہ وقار گیرو دار
وہ جلال ذوالفقار
نعرۂ ہر کارزار
لا فتیٰ الا علی
دم ہمہ دم یا علی

فکر کی سوغات کا
علم کی آیات کا
معجزات ذات کا
لوحِ موجودات کا
اسم تابندہ علی
دم ہمہ دم یا علی

وہ نبیؐ کا نورِ عین
فاطمہ کے دل کا چین
دینِ حق کی زیب و زین
وہ حسنؑ ہو یا حسینؑ

سب کا سرمایہ علی
دم ہمہ دم یا علی

وہ دفاعِ حق نگاہ
مہر کے بستر پہ ماہ
ہے شبِ ہجرت گواہ
بزم ہو یا رزم گاہ

معتبر تنہا علی
دم ہمہ دم یا علی

وہ رسالت کا یقین
وہ امامت کا امین
بعدِ ختمِ مرسلین
عرش ہو چاہے زمیں

جانشین ہر جا علی
دم ہمہ دم یا علی

جس سے لرزاں خیبری
جس سے ترساں عنتری
میں ہوں صہبا حیدری
میرا ایماں قنبری

میرا بھی آقا علی
دم ہمہ دم یا علی

جائز کوئی شراب نہیں کائنات میں
اس باب میں گواہ خدا کا کلام ہے
لیکن جنابِ شیخ! یہ حبِ علیؑ کی مے
پینا نہیں حرام نہ پینا حرام ہے

جن کے جلوے نزد و دور

جن کے جلوے نزد و دور
جن کا دامن کوہِ طور
جا کے نجف میں جن کا نور

چاند بھی ڈھونڈے گلی گلی
بول اکتارے علی علی

جن کے لیے سازِ بے ساز
جو ہیں فقیروں کے دمساز
تو بھی اُن کو دے آواز

جن کو پکارے ولی ولی
بول اکتارے علی علی

جن کے دم سے یہ بہار
دشت و دمن میں غنچہ کار
جن کے قدموں کی مہکار

چوم کے جھومے گلی گلی
بول اکتارے علی علی

آسان ٹھہرے مشکل کام
جب بھی لیا ہے ان کا نام
مجھ سے ملنے آئی شام
ایک سحر میں ڈھلی ڈھلی
بول اکتارے علی علی

گلشن گلشن ایک سروپ
پاکر جن کا شیتل روپ
سائے بھی بن جائیں دھوپ
اور اندھیرے جلی جلی
بول اکتارے علی علی

چھن چھن اک سنگیت
دھڑکن دھڑکن ان کے گیت
وہ ہی ساجن، وہ ہی میت

یاد جو آئیں گھڑی گھڑی
بول اکتارے علی علی

وہ دیتے ہیں دل کو قرار
اُن کے در سے مانگ بہار
بن جائیگی وادیٔ خار
سیج گلوں سے سجی سجی
بول اکتارے علی علی

وہ ہیں میرے پاس کہ دُور
وہ ہیں یا ہے اُن کا نور
میری آنکھوں کا ہے سرور
شکل عجب اک بھلی بھلی
بول اکتارے علی علی

دِل افروز و عشق فراز
عِلم ہے اُن کی عمرِ دراز
اُن پر روشن سارے راز
دُھند میں لپٹے خفی، جلی

بول اکتارے علی علی

دل کا ہے گہرا پاتال
اُن کے ہی جلووں سے اُجال
سانسوں کی زنجیر سنبھال
جوڑے اُن سے کڑی کڑی
بول اکتارے علی علی

سارے تخت اور سارے تاج
اُن کے در کا ایک خراج
اُن کا ہے قرنوں پہ راج
نام اُنہی کا صدی صدی
بول اکتارے علی علی

وہ ہیں جانِ راہِ ہدیٰ
اُن کی عظمت سب سے جُدا
شیخ پکارے، شیرِ خدا
اور برہمن مہابلی

بول اکتارے علی علی

میرے دل میں مہر بکف
گاہے مدینہ گاہے نجف
روشنی میرے چاروں طرف
روپ میں اُن کے ڈھلی ڈھلی
بول اکتارے علی علی

میں نہیں صہبا تشنہ کام
پیاس اگر لے اُن کا نام
کوثر سے بھر لائیں جام
گھور گھٹائیں ابھی ابھی
بول اکتارے علی علی

قصیدہ امام علیؑ

کوثرِ حُبِ علیؑ سے میرا لہجہ کوثری

کوثرِ حُبِ علیؑ سے میرا لہجہ کوثری
ختم ہے جس کے کلامِ نور پر دیدہ وری
اُسکے ہی در سے ملی ہے مجھکو نغمہ گری،
میں تفکر میں حسینی، شاعری میں حیدری

روح میری قنبری ہے اور مرا آقا علیؑ
میری سانسوں کا وظیفہ، دم بدم یا علیؑ

ہادیٔ برحق محمدؐ، حق نشاں رہبر علیؑ
طلعت قرآن رسولؐ ایمان کا جوہر علیؑ
آفتاب دیں پیمبرؐ تو مۂ انور علیؑ
شہرِ علم حق نبیؐ ہیں اور اُسکا در علیؑ

علم خواہش ہے تو ہر بوجہل سے منہ موڑیئے
جستجو ہے شہر کی تو در سے رشتہ جوڑیئے

وہ علیؑ جو ہے ازل سے تابشِ لوح و قلم
محورِ عقلِ منوّر، رہبرِ انجم قدم
علم جسکا بحرِ ساماں، فکر جس کی یم بہ یم
کتنے صحراؤں پہ برسا، صورتِ ابرِ کرم
جو خفی کو جگمگا دے، یہ ہے وہ نقشِ جلی
میں علیؑ کے در سے پہونچا، تا شعورِ العلی،

وہ بہ مولا لقب، حقانیت کا تاجدار،
وہ علی جسکی شجاعت کا اجالا ذوالفقار
وہ ہمہ جرأت، ہمہ عزت، ہمہ عز و وقار
خندق و بدر و احد کی شعلگی جس پر نثار
آج بھی جو لشکرِ اسلام کی توقیر ہے
ایک نعرہ یا علیؑ، اک نعرۂ تکبیر ہے

کون ہے ایسا شجیع و سرفروش و جاں نثار
جنگ بھی جس کی ہو ارکانِ عبادت میں شمار
جسکے حق میں گونج اٹھے یہ صدائے حق شعار
لافتا الا علی، لا سیف الا ذوالفقار

کیسے رتبہ ہو بیاں، اس مردِ حق آگاہ کا
مرتبہ حاصل ہے جسکو یوں بھی یداللہ کا

کون ہے کس کا مقدر ہے یہ ایماں پروری
کون ہے سرچشمۂ صد حکمت و دانش وری
کون ہے جو کر سکے اس کی وفا کی ہمسری
جو شبِ ہجرت میں پائے، بسترِ پیغمبری
موت کے سائے میں سوئے اور وہ بھی لاتخف
کون حاصل کر سکا، یوں جانشینی کا شرف

کون ہے جو کر سکے اس امرِ حق سے اختلاف
کس نے الٹا چہرۂ باطل سے ہر تیرہ غلاف
کسکی خاطر پڑ گیا دیوارِ کعبہ میں شگاف،
کس نے اس دنیا میں آتے ہی کیا حق کا طواف
کون ہے جس کو ملی ہو ایسی عظمت کی نوید
جو حرم میں آنکھ کھولے اور ہو مسجد میں شہید

خاک پر آفاقِ قرآں کا اجالا ہے علی

خود رسولِ حق نے یہ فرما دیا کیا ہے علیؑ
"بعد میرے اِس جہاں میں سب کا آقا ہے علیؑ
جسکا میں مولا ہوں لوگو اسکا مولا ہے علیؑ"

کسکو بخشی تھی نبیؐ نے، یہ نیابت کی سند
یاد رکھے گی، غدیرِ خم کی دنیا تا آبد

میکدہ بردوش ہے، میخانہ مدحت کی شام
دل قصیدے لکھ رہا ہے، پھر غدیرِ خم کے نام
شادمان بے خودی میں آج بھی اسکے غلام
مل رہے ہیں آج بھی اس ساقیِ کوثر سے جام

نام کو جسکے چراغ محفلی کہتے ہیں
وہ محمدؐ کا ولی جسکو علی کہتے ہیں ہم

ہم مرتضوی ہیں (قصیدہ)

خلاق شب و روز کا، اک نقش جلی ہیں

خلاق شب و روز کا، اک نقش جلی ہیں
ہم مقصدِ معبود ہیں، منشائے نبیؐ ہیں
اس واسطے ہر سانس پہ مشغولِ علیؑ ہیں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

ہم ان کے ہیں جو ہاشمی و مطلبی ہیں
ہم ان کے ہیں جو وارثِ انوارِ نبیؐ ہیں
ہم بارہ چراغوں کی ستارہ نسبی ہیں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

حاصل ہے ہمیں خاک پہ خورشید خیالی،
ہم خاک نشیں، فیضِ علیؑ سے ہیں ترابی
گو خاک پہ ہیں، خاک کی ظلمت سے بری ہیں

ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

خورشید درخشاں ہیں، دھواں ہو نہیں سکتے
ہم لوگ پریشاں خزاں ہو نہیں سکتے
ہم گلشن اسلام کی تازہ نفسی ہیں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

رشتہ ہے قصیدے سے کبھی فکر غزل سے
یہ ساقی کوثر کا کرم ہے کہ ازل سے
ہم نغمگی و مستی و آشفتہ سری میں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

سیلاب بلا ہیں، سر میدان شجاعت
ہو ذکرِ محبت تو سرِ بزم محبت،
ہم کوثر و تسنیم کی آہستہ روی ہیں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

جو کعبے کا مرکز ہے وہ رہتا ہے ہمیں یاد
ہم لوگ کسی گوشۂ دنیا میں ہوں آباد

ہم اُن کی ولایت میں ہیں جو حق کے ولی ہیں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

ہر دور میں ایماں کی رہے فکرِ مجسم
کیوں صاحب اعجاز نہ سمجھے ہمیں عالم
ہم لوگ غلامانِ ولیؑ ابن ولیؑ ہیں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

دیواروں میں چنوائے گئے باسر تسلیم
ہم شعلوں میں پھنکوائے گئے مثل براہیمؑ
ہم پھر بھی چمن زار محبت کی کلی ہیں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

بے وجہ نہیں دہر میں تخلیق ہماری
ہر اشک کے موتی ہے یہ تصدیق ہماری
ہم لوگ عزادار حسینؑ ابن علیؑ ہیں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

جو کرتے رہے ظلم سدا، آلِ نبیؐ پر
تھا ناز بہت جن کو شقاوت نسبی پر
وہ ختم ہوئے اور غلامانِ علیؑ میں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

ہم لوگ کہاں، دامنِ حیدرؑ سے جدا ہیں
ہم آج بھی نقارۂ محبوبِ خدا ہیں
ہم آج بھی آوازۂ خیبر شکنی ہیں
ہم مرتضوی، مرتضوی، مرتضوی ہیں

میں کسی کا نہیں علیؑ کے سوا

کچھ نہیں یاد قنبری کے سوا

کچھ نہیں یاد قنبری کے سوا
میں کسی کا نہیں علیؑ کے سوا

کوئی تغیر مہرہ ماہ نہیں
ایک دو طرف روشنی کے سوا

ایک مولائے کل نبیؐ کے بعد
کوئی مولا نہیں علیؑ کے سوا

ہر فضیلت علیؑ کو حاصل ہے
راہِ حق میں پیمبری کے سوا

کیا ہے آقاؑ غلام کو درکار
آپ کی بندہ پروری کے سوا

کوئی اثبات شہرِ علم نہیں
جہلِ بو جہل کی نفی کے سوا

یہ کھلا تو درِ علیؑ پہ کھلا
زندگی کیا ہے زندگی کے سوا

اور بھی کچھ ہے جانِ من درکار
اُن کی مدحت کو شاعری کے سوا

ہاں قصیدہ لکھا علیؑ کا مگر
کچھ لکھا ہی نہیں علیؑ کے سوا

میں نے مانگا نہیں خیالوں سے
کچھ محمدؐ کی روشنی کے سوا

کیا لکھے گا قصیدۂ حیدر
کوئی صہباؔ سے حیدری کے سوا

علیؑ علیؑ

وہ نورِ بزمِ مصطفیٰؐ، سمائے دیں کا ماہتاب

وہ نورِ بزمِ مصطفیٰؐ، سمائے دیں کا ماہتاب
وہ افتخارِ آسماں، لقب ہے جس کا بوتراب
وقارِ حق سے محترم، ضیائے حق سے منجلی
علی علی علی علی

قریب سے قریب تر تھا قربتوں کا سلسلہ
وہ جس کو درسِ آگہی نبی کی گود سے ملا
وہ جس کی ساری زندگی خدا کے نور میں ڈھلی
علی علی علی علی

اُس کے علم سے ملیں بشر کو شعلہ تابیاں
زمین کا افتخار ہیں اُسی کی بوترابیاں
اُسی کی خاک پا تو رخِ نجوم پر ملی

علی علی علی علی

وہ ضیغمِ خدا ملی جسے خدا سے ذوالفقار
جہادِ حق میں جو رہا رسولِ حق کا جاں نثار
وہ جس کی تیغ صورتِ رضائے کبریا چلی
علی علی علی علی

اسی کے نور سے چراغ، اسی کے نسل سے امام
تمام علم و آگہی اسی کے در کے ہیں غلام
تمام دہر کے افق، اسی کے نام سے جلی
علی علی علی علی

اسی ضیا سے ضوفشاں کتاب دل کا ہر ورق
یہی وظیفہ یقین یہی نوائے اہلِ حق
یہی خروش انبیاء یہی صدائے ہر ولی
علی علی علی علی

علی کہ جس کی آنکھ پر طلوع رازِ کائنات
علی کہ ہے چراغِ جاں، سرِ جہانِ شب صفات

علیؑ کہ جس کے نقش پا، مثال کہکشاں جلی
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

بشر کے روپ میں کمال تھا خدا کی شان کا
اُس کا اعتماد ہے سکون آسمان کا
اس کا اضطراب ہے سمندروں کی کھلبلی
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

علیؑ کے ہم نواؤں کا جہاں میں ایک راہ ہے
حسنیت ثبوت ہے، حسنیت گواہ ہے
کہ کس طرح بہادری، علیؑ کی گود میں پلی
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

علیؑ سکونِ مستقل، علیؑ حیات کا قرار
علی محیط جان و دل، علیؑ کے نام کے نثار
علیؑ کا نام جب لیا، رہی نہ کوئی بے کلی
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

تجلیاتِ غیر کی مجھے تلاش ہی نہیں
ملی کے اعتماد سے نبی کے بعد بالیقین
رہی امیر و جانشین، وہی وصی وہی ولی
علی علی علی علی

مہک ہے ایک خون کی سمک سے اب سما تلک
روشن چمن چمن نجف سے کربلا تلک
بہار کی زبان میں پکارتی ہے ہر کلی
علی علی علی علی

قصیدہ بنام حضرت علیؑ ابن ابی طالب

اے تجلی کشانِ صبح و شام

اے تجلی کشانِ صبح و شام
تم پہ روشن ہے اس علیؑ کا نام

وہ آتا ہے مشکلوں میں کام
جو ہے مشکل کشائے خاص و عام

ہاں وہ مولود بارگاہ حرم
جس کی حرمت میں کوئی شک ہے حرام

عہد طفلی میں اپنے ہونٹوں سے
جس کو پیغمبری نے بخشے جام

ہر نفس سایہ نبوت میں
جس کا قرب رسولؐ تھا انعام

وہ جو سر تا قدم عقیدت ہے
تھا محمدؐ کی عظمتوں کا پیامبر

جس کی تقریر تھی بیانِ رسولؐ
جس کی تنظیم تھی نبیؐ کا نظام

وہ جو تھا عارفِ رسولِ کریمؐ
وہ جو تھا واقفِ خدائے انام

ہاں وہ سرتاجِ فاطمہ زہراؑ
ختم جس پہ رسولؐ کے اکرام

حُبِّ علیؑ کے جام پیئو، میں نشے میں ہوں

حُبِّ علیؑ کے جام پیئو، میں نشے میں ہوں
مجھ سے مرا کلام سنو، میں نشے میں ہوں

دل آمدِ حسینؑ سے سرشارِ عشق ہے
آغازِ رقص جام کرو، میں نشے میں ہوں

رندو، سبوئے عشق سے بعد از وضوئے عشق
میری طرح نماز پڑھو، میں نشے میں ہوں

میرے سبو میں جھوم رہی ہے ابد کی شام
ٹھہرو ازل کے نغمہ گرو، میں نشے میں ہوں

اے کاتبینِ وحیِ بہاراں کہاں ہو تم
خوشبو سے مرے حرف لکھو، میں نشے میں ہوں

قرطاسِ آسماں پہ مثالِ مہ و نجوم

کیا میں نے لکھ دیا ہے پڑھو، میں نشے میں ہوں

اب میں ہوں اور عالمِ عرفان و آگہی
پوچھو جو مجھ سے پوچھ سکو، میں نشے میں ہوں

اسوقت ہر دعا ہے مری مستجابِ عشق
جاؤ ہزار سال جیو، میں نشے میں ہوں

کیا شیخ مدرسہ کو خبر راہ عشق کی
یہ اعتبار مجھ پہ کرو، میں نشے میں ہوں

میں نے طوافِ منبرِ مولا علیؑ کیا
اب تم مرا طواف کرو، میں نشے میں ہوں

مجھ جیسے رند کو سرِ میخانہ علیؑ
خیامِ اہلِ بیت کہو، میں نشے میں ہوں

کوثر ہے نام، ساقیِ کوثر سے عشق کا
ہاتھوں میں جام ہو کہ نہ ہو، میں نشے میں ہوں

دعویٰ ہے ظرف کا تو چلو، میرے ساتھ ساتھ

کم ظرف ہو تو دور رہو میں نشے میں ہوں

کم ہو گیا ہوں انفس آفاق میں کہیں
یارو مجھے تلاش کرو، میں نشے میں ہوں

مریخ و مہر و ماہ و عطارد کے درمیان
جبریلؑ میرے ساتھ رہو، میں نشے میں ہوں

یک گونہ گو بے خودی مجھے نام علیؑ سے ہے
کعبے نہیں نجف کو چلو، میں نشے میں ہوں

مجھکو نصیریوں کے خدا کی تلاش ہے
یہ لغزشیں معاف کرو، میں نشے میں ہوں

اس کوزۂ ادب میں کراچی ہے جس کا نام،
مجھ جیسے حیدری سے ڈرو، میں نشے میں ہوں

غالبؔ کی طرح بندگی مرتضیٰ کے بعد
صہبا مثال میر کہو، میں نشے میں ہوں

حق علیؑ الحق علیؑ

حق علی برحق علی، حقا کہ اصل حق علی
حق علیؑ الحق علیؑ

وہ علیؑ جو خاک پر سرخوشی سے محوِ خواب
تو رسالت سے ملے، اسکو خطاب بوتراب
اور ستاروں کی طرف دیکھو، تو مثل ماہتاب
آسماں پہ شہسوار، اشہب ازرق علی
حق علی برحق علی، حقا کہ اصل حق علی

وہ رسالت کی حفاظت وہ صداقت کی پناہ
رزم گاہ عشق ہے اسکی شجاعت کی گواہ
سر جھکا کر آج بھی کہتے سارے کج کلاہ
فاتح بدر و حنین و خیبر و خندق علی
حق علی برحق علی، حقا کہ اصل حق علی

حبِ ارشادِ پیمبر، مالک و مولا بھی وہ
جملہ اصحابِ نبی میں، اول و اولیٰ بھی وہ
جملہ اقدارِ جہاں میں، ارفع و اعلیٰ بھی وہ
جملہ اسباقِ جہاں کا، وارثِ اسبق علی
حق علی برحق علی، حقا کہ اصلِ حق علی

گر حفاظت پیغمبری عبادت ہے

گر حفاظت پیغمبری عبادت ہے
تو اہل عشق ابو طالبی عبادت ہے

سبق ملا ہے یہ سرکار مرتضیٰ سے مجھے
قلندروں کے لئے قنبری عبادت ہے

علی علی کے سوا کچھ نہیں حیات اگر
تو زندگی کی قسم زندگی عبادت ہے

میں خود کو شاعر آل رسول کہتا ہوں
خدا گواہ مری شاعری عبادت ہے

نصیرلوں کے خدا پر یہ گفتگو تو پھر
یہاں کلام نہیں، خامشی عبادت ہے

ہزار خون اچھل گر تب ہجرت
اگر ہو حکم نبی نیند بھی عبادت ہے

درِ علی پہ خاک ہے وہی صہبا
کہ سرکشوں کی جے سرکشی عبادت ہے

سخن جس کا، غدیر خم کا نشہ ہو نہیں سکتا

سخن جس کا، غدیر خم کا نشہ ہو نہیں سکتا
کوئی کم ظرف ہو سکتا ہے، صہبا ہو نہیں سکتا

مجھے بھی لالہ و گل کی طرح کچھ شعر لکھنا ہے
بہاروں سے تو نیا یہ قصیدہ ہو نہیں سکتا

میں ان کا ہر قصیدہ اس یقین کے ساتھ پڑھتا ہوں
غلام ان کا کسی محفل میں رسوا ہو نہیں سکتا

ہمیں تو مار ڈالا ہے، ہمارے ہی حصاروں نے
اگر تم ایک ہو اور پھر کیا ہو نہیں سکتا

حسنؔ کی صلح کہتی ہے حسنؔ کو جاننے والا
کسی صورت خلاف امن دنیا ہو نہیں سکتا

وہ جس کے دل میں تابانی نہیں اسم محمد کی
دیا سورج میں رکھ دو تو اجالا ہو نہیں سکتا

بجا ہے کور چشمی ابرینہ زادان دنیا کی
اندھیرا آشنائے صبح کعبہ ہو نہیں سکتا

عید غدیر

وہ کعبے سے خوشیوں کے لشکر چلے

وہ کعبے سے خوشیوں کے لشکر چلے
لٹاتے ہوئے لعل و گوہر چلے
وہ ابرِ مطہر و معطر چلے
یہی وقت ہے جام بھر کر چلے
چلے ساقیا' دور ساغر چلے

مبارک مبارک یہ عید غدیر
سبو در سبو ہیں علی کے فقیر
صدا دے رہے ہیں یہ روشن ضمیر
بہ تائید مولائے کوثر چلے
چلے ساقیا' دور ساغر چلے

گلابی فضا ہے زمین لالہ رنگ
جھنا جھن جھنا جھن میں طاؤس چنگ
جرس تا جرس ہے جرا گا فرنگ
کہ ہر کارواں سبو گر چلے
چلے ساقیا دور ساغر چلے

فضا میں رچا ہے غدیری نشہ
لئے آب کوثر کی اک اک ادا
نجف سے اٹھی ہے جو کالی گھٹا
کراچی پہ برسے کہ خیبر چلے
چلے ساقیا' دور ساغر چلے

سبھی پر کھلا ہے یہ ایوان حق
یہ مستان حیدر ہیں مستان حق
یہاں ایک جیسے ہیں زندان حق
یہاں سب کو حق میں برابر چلے
چلے ساقیا دور ساغر چلے

رہیں یاد بارہ اماموں کے نام
سحر تک نہ ہوئے شب تمام
رہے دور در دور یونہی رقص جام
کہ ہر دور پہلے سے بڑھ کر چلے
چلے ساقیا دور ساغر چلے

سرِ میکدہ جگمگائے نہیں
ہماری طرح مسکرائے نہیں
یہاں شیخ صاحب جو آئے نہیں
ذرا ان کا حصہ بچا کر چلے
چلے ساقیا دُور ساغر چلے

عجب سرخوشی کا دلوں پر ہے راج
کہ رندوں کے سر پر ہے عظمت کا تاج
بغل گیر ہونے فقیروں سے آج
فقیہان محراب و منبر چلے
چلے ساقیا دور ساغر چلے

ہوا نم سبو نم ہے فضا خم بہ خم
ولائے علی میں خدائی ہے گم
یہاں صرف وہ نہیں یہاں میں نہ تم
بجز اُن کے سب کچھ بھلا کر چلے
چلے ساقیا دور ساغر چلے

خدا کے پیمبر کا منشا غدیر
اسیری حیدر کا دعویٰ غدیر
بھلایا جو تو نے وہ وعدہ غدیر
یہ وعدہ شکن کو سنا کر چلے
چلے ساقیا دور ساغر چلے

رفیقان بزم وِلا زندہ باد
کیا مجھ کو ان کے مناقب نے شاد
مجھے مصرعہ میر آیا ہے یاد
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
چلے ساقیا دور ساغر چلے

مدینہ و نجف سے ہے تعارفِ سخن مرا

مدینہ و نجف سے ہے تعارفِ سخن مرا
یہی جمالِ شاعری، یہی کمالِ فن مرا

متاعِ رنگ و نور ہے وہ سبز پیرہن مرا
مجھے خزاں کا ڈر نہیں، امام ہے حسنؑ مرا

تجلیوں کا عکس ہوں، میں آج رقص رقص ہوں
چھنن چھنن ہے یہ ہوا دل چھنن چھنن میرا

میں آج حکمرانِ گل، میں آج انبساطِ گل
نشاں شجر شجر کہیں، سماں سمن سمن مرا

یہ کس حسیں کے ساتھ ہوں کہ بج رہے ارغنوں
کبھی فسوں، کبھی سکوں، کبھی جنوں سخن مرا

دیارِ گل کی سلطنت، ملی بنام منقبت
فضا حسین، چمن مری تو حق دمن دمن مرا

بہار آفریں زمیں ہے آج اس لیے بس
گزر چکا خاک سے کبھی وہ گل بدن مرا

سکون ہے فراغ ہے جو لفظ ہے چراغ ہے
کہ لکھ رہا ہے روشنی قلم کرن کرن مرا

خدا سے کہہ رہا تھا میں، زمین چاہیے ہری
ہَری سنا تو ہوگیا، مُرید برہمن مرا

یزیدیت سے دشمنی حسینیت سے دوستی
رہا ہے اور یہی رہے گا عمر بھر چلن مرا

مجھے یہ شہرۂ سخن ملا ہے، ان کے نام پر
مری نوا سے گونجتا ہے، چار سو سخن مرا

صدائے احتجاج ہوں، مزاج ظلم کے خلاف
جو ہو سکے تو چھین لے، زمانہ بانکپن مرا

بیان ہوں کلام ہوں، علیؑ کا میں غلام ہوں
کرے گا کوفہ ادب بھی احترام فن مرا

جنابِ فاطمہ زہراؑ کی شانِ اقدس میں قطعات و رباعیات

اجالے جس نے بکھرائے نبیؐ کے نور میں کھو کر
امامت کے دیئے جاگے ہیں جس کی گود میں سو کر
کسے معلوم اُس شہزادیٔ کونین کی عظمت
نبوت جس کا استقبال فرمائے کھڑے ہو کر

..........o..........

ہر کرم ان کی بدولت جانئے
ہر عطا کی ان کی عنایت جانئے
ماؤں کے قدموں تلے جنت کو بھی
صدقہ خاتونِ جنت جانئے

..........o..........

کبھی تبدیل ان کے لطف کا عالم نہیں ہوتا
چراغ ان کی سخاوت کا کبھی مدھم نہیں ہوتا
خدا نے اہل بیتِ پاک کو یہ فیض بخشا ہے
خزانے روز بٹتے ہیں، خزانہ کم نہیں ہوتا

قصیدہ

فاطمہ زہرا کا صدقہ، میرے فن کی آب وتاب

فاطمہ زہرا کا صدقہ، میرے فن کی آب وتاب
اے ادب، میرا لقب ہے خاکِ پائے بوترابؑ

چادرِ تطہیر کے سائے میں ہے ان کا خیال
ہر مجالِ فکر میری ہے حجاب اندر حجاب

جیسے سدرہ، جیسے کعبہ، جیسے قرآن میں
اس قدر والا گیر، عفت نظر، عصمت مآب

با ادب ہیں لفظ میرے، باوضو میرے خیال
کر رہے ہیں بارشِ الہام رحمت کے سحاب

ہر ولی بعد از علی ان کی تجلی کا چراغ
مادرِ حسنینؑ کی عظمت کا ہو کیسے حساب

ہاں بجز نادِ علی مجھکو نظر آتا نہیں
فاطمہ زہراء کی تسبیح مبارک کا جواب

جہل سے بوجہل کا رشتہ کبھی ٹوٹا نہیں
بولہب رہتا نہیں بزم ادب میں باریاب

میرا دل میرا مدینہ میرا من میرا نجف
میں ادب کے کوفیوں سے کر نہیں سکتا خطاب

خاک پر اُن کا قصیدہ اور صمآ یہ خیال
میں ہوں جیسے بارگاہ مصطفیٰ میں باریاب

حضرت امام حسنؑ کی شانِ اقدس سے منسوب کلام

ساقی نامہ، امام حسنؑ کی نسبت سے

مجھے جام در جام کوثر پلا

مجھے جام در جام کوثر پلا
پلا ساقیا اور ساغر پلا

چھما چھم گھٹاؤں کی چھاگل پلا
مدینے کی شاموں کا کاجل پلا
نجف سے جو آئے ہیں بادل پلا
پلا اور گوہر بہ گوہر پلا
پلا ساقیا، اور ساغر پلا

چمن تا چمن ہے دعائے حسنؑ
بہارِ جہاں ہے عطائے حسنؑ
مہکتی ہے جن میں قبائے حسنؑ
وہ سرسبز و شاداب منظر پلا

پلا ساقیا اور ساغر پلا

شنیدہ لکھوں نا شنیدہ لکھوں
گل یا سمن کا جریدہ لکھوں
وہ جن سے حسن کا قصیدہ لکھوں
وہ الفاظ فرہنگ عنبر پلا
پلا ساقیا' اور ساغر پلا

عدم کے دریچوں کو کھولا گیا
ازل کے اُجالوں کو تولا گیا
جہانِ "ھو" میں "یاھو" کو گھولا گیا
اسی میکدے سے چرا کر پلا
پلا ساقیا' اور ساغر پلا

مئے حق اثر کا شرابی نہیں
غدیری فضا سے گلابی نہیں
جو بہکوں تو کہنا ترابی نہیں
مرے ظرف کو آزما کر پلا

پلا ساقیا اور ساغر پلا

یہ جرعہ بہ جرعہ حبابِ طرب
یہ مولائے کوثر ہے سوئے ادب
بخیلی نہ کرائے قناعت طلب
میں پیاسا ہوں مجھ کو سمندر پلا
پلا ساقیا اور ساغر پلا

گھٹائیں جو لہرائی ہیں جھوم کر
اُٹھی ہیں یہ کس کے قدم چوم کر
یہ ہم نے فقیروں سے معلوم کر
فقیروں سے عرفان لے کر پلا
پلا ساقیا اور ساغر پلا

یہ گردونِ گرداں یہ فرشِ زمیں
سبھی آج رندوں کے زیرِ نگیں
مُجلّیٰ معلّیٰ مقدس حسیں
منور، معطر، معنبر، پلا

پلا ساقیا اور ساغر پلا

سر بزم حق مل آتی کی شراب
بہ آل محمدؐ وفا کی شراب
حلال ازل ہے ولا کی شراب
بہ اذن خدا و پیمبر پلا
پلا ساقیا اور ساغر پلا

خدا سے ملی ہے یہ نغمہ گری
سخن میرا تسنیم فن کوثری
مری شاعری نغمۂ حیدری
مجھے بادۂ حب حیدرؑ پلا
پلا ساقیا اور ساغر پلا

سر چشمۂ لطف و جود و کرم
وہ رند زبوں ہو کہ شیخ حرم
مساوات آل نبیؐ کی قسم
یہاں سب کو سب کے برابر پلا

پلا ساقیاؐ اور ساغر پلا

نہیں میرے آقا ایران شام
نہیں مجھ کو درکار شاہوں کے جام
کہ میں ہوں جناب حسنؑ کا غلام
جو پیتے تھے سلمان و قنبر پلا
پلا ساقیاؐ اور ساغر پلا

مرے چودہ ساقی ہیں بارہ امام
سبھی ایک ضو سے ہیں ماہ تمام
برابر ہیں سب کی محبت کے جام
کسی کے بھی در سے اُٹھا کر پلا
پلا ساقیاؐ اور ساغر پلا

فضا عنبری ہے ہوا مشکبو
نہ دے غیر کے ہاتھ میں یہ سبو
میں صہبا ہوں جاناں مجھے روبرو
فقط اپنے ہاتھوں سے بھر کر پلا

پلا ساقیا، اور ساغر پلا
مجھے جامِ در جامِ کوثر پلا

حضرت امام حسنؑ

خالق نے خلق جب کیا جانِ بتولؑ کو

خالق نے خلق جب کیا جانِ بتولؑ کو
زہرؑا کے گلستانِ مبارک کے پھول کو
روحِ علیؑ کو راحتِ قلبِ رسولؐ کو
دستِ سحر نے قطع کیا شب کے طول کو

آئینہ جمال کو تظارگی ملی
باغِ ازل کو ایک نئی تازگی ملی

جو ہر طرح سے پاک ہے اس پاک کے لئے
تابِ نجوم و جلوۂ افلاک کے لئے
نورِ سماء و روشنی خاک کے لئے
زہراؑ کے پاک لال کی پوشاک کے لئے

رضوان خُلد بولا کوئی رمز چاہیے
سبزے نے دی صدا کہ قبا سبز چاہیے

کی جو نگاہ رحمتِ پروردگار نے
آئے ملک، فلک سے تاروں کو وارنے
کرنیں لگیں زمین کا چہرہ نکھارنے
سامان جشن دیکھ کے پوچھا بہار نے
کس کے لئے یہ تخت ہے کس کے لئے یہ تاج
بولا حُسنِ خاک، حسنؑ آرہے ہیں آج

ہاں وہ حسنؑ جو گلشن دین کی شمیم ہے
ہاں وہ حسنؑ جو پیکر خلق عظیم ہے
معبودِ کرا سے سراپا کریم ہے
جو صلح کل ہے اور مجسم حلیم ہے
نقش قدم پہ چل کے نیابت میں بڑھ گیا
اک گام جو ولی سے امامت میں بڑھ گیا

ہاں وہ حسنؑ جو عکس جمال حضورؐ ہے

تابانی رسولؐ سے حور رشکِ طور ہے
ہاں وہ حسنؑ جو بادۂ حق کا سرور ہے
ہاں وہ حسنؑ جو سیدہ حیدرؑ کا نور ہے
اپنی ضیا دیں روشنئی جد ہے آپ بھی
چوتھے امام جو پر جو محمدؐ ہے آپ بھی

ہاں وہ حسنؑ کہ نام ہے جس کا ہم جمال
ہاں وہ حسنؑ کہ جس کا تحمل ہے بے مثال
حاصل ہے جس کو صبر کی راہوں میں بھی کمال
وہ جس نے زہر پی کے کیا حق کو لازوال
تاریخ حریت کے لئے زیب و زین ہے
یہ فخر کم ہے کہ قبل از حسینؑ ہے

قصیدۂ امام حسن علیہ السلام

گل کاریٔ بہارِ چمن در چمن ہے آج

گل کاریٔ بہارِ چمن در چمن ہے آج
سرشاریٔ خیالِ سمن در سمن ہے آج
دمسازیٔ نشاطِ دمن در دمن ہے آج
ہے یہ صدائے حسن، کہ یوم حسن ہے آج
یارب مرے قلم کو بھی رنگِ بہار دے
اک سبز پیرہن کے لئے سبزہ زار دے

لفظوں کا اعتماد تو فن کا دوام ہے
مجھکو شعورِ خدمتِ عالی مقام دے
مجھکو بھی میر انیس کا رنگِ کلام دے
یارب مجھے سلیقۂ مدحِ امام دے

میرے کریم میری دعا کو قبول کر
مجھکو بھی عندلیبِ ریاضِ رسول کر

قصیدہ

وہ مہکی گھٹائیں، وہ بہکی پون

وہ مہکی گھٹائیں ، وہ بہکی پون
ہواؤں کے گھنگھرو بجے چھنن چھنن
قلم لے کے نکلے چمن در چمن
قصیدہ نگارانِ حُسنِ حَسنؑ

چھما چھم جو موتی برسنے لگے
تو مدحت کے چشمے اُبلنے لگے

مشیت کے لطف فراواں کے ساتھ
جمال خدا کے چراغاں کے ساتھ
خوشی سے ہوائے غزل خواں کے ساتھ
کس سبز پوشِ بہاراں کے ساتھ

جو سبزہ زمیں کا لہکنے لگا
تو سارا مدینہ مہکنے لگا

رخ زندگی کا نکھار آگیا
دل فاطمہؑ کا قرار آگیا
وقار علیؑ کا وقار آگیا
کہ دوشِ نبیؐ کا سوار آگیا

زمیں اس طرح گنگنانے لگی
کہ صبح ازل مسکرانے لگی

حسنؑ میں نبیؐ کا جو جلوہ ملا
اجالے پکارے کہ صلِ علیٰ
ستاروں نے جھک کر زمیں سے کہا
کہ جو ہے جمالِ رخ مصطفیؐ

وہی روشنی روئے انور میں ہے
رسالت، امامت کے پیکر میں ہے

سرِ شامِ ظلمت، سراجِ مُبیں

تجلی نگاہ و ستارہ جبیں
سراپا محبت، سراپا یقیں
ہمہ رحمت، رحمتِ للعالمین
عدو پہ بھی بارانِ برگ و سمن
جو خلقِ نبیؐ ہے وہ خلقِ حسنؑ

جو سارے زمانے میں مشہور ہے
ہدایت پہ دنیا کی مامور ہے
جو آئین، آئینہ نور ہے
حسنؑ کی امامت کا دستور ہے
بشر میں جو شور مساوات ہے
حسنؑ کے خزانوں کی خیرات ہے

نبیؐ آدمی ہیں، علیؑ آدمی
سرِ دو جہاں زندگی آدمی
عبادت کی تابندگی آدمی
خود آیات کی روشنی آدمی
یہ شعلوں کی یورش ہے انسان پہ

کہ تیروں کی بارش ہے قرآن پر

ہر اک دل میں لرزاں اجل کا خیال
لہو کی یہ بارش، سر ماہ و سال
یہ مقتل سب مقتلِ مسلسل قتال
جو دنیا ہے مصروفِ جنگ و جدال
یہ صلح حسنؑ سے سب لے اگر
چمک اٹھے امن جہان کی سحر

کہاں تک فضاؤں میں نفرت کے سنگ
جہنم ہے فرقہ پرستی کی جنگ
یہ کہتے ہیں خوابوں کے طاؤس و چنگ
خزاں میں خدا سے بہاروں کے رنگ
سر آستان حسنؑ مانگ لو
سکون بشر کے چمن مانگ لو

حسنؑ مجتبیٰ کی طرح
ہم اصطفیٰ، مصطفیٰؐ کی طرح

وہ مشکل کشا، مرتضیٰ کی طرح
ہیں سارے دکھوں کی دوا کی طرح
مسیحا صفت، چُور، زخموں میں ہیں
مگر دو جہاں ان کی قدموں میں ہے

رُخ زندگی کا نکھار آ گیا

رُخ زندگی کا نکھار آ گیا
وہ علیؑ کا وقار آ گیا
دلِ فاطمہؑ کا قرار آ گیا
کہ دوشِ نبیؐ کا سوار آ گیا

زمیں اس طرح گنگنانے لگی
کہ صبحِ ازل مسکرانے لگی

حسنؑ میں نبیؐ کا جو جلوہ ملا
اجالے پکارنے لگے صلِ علیٰ
ستاروں نے جھک کر زمیں سے کہا
کہ جو ہے جمالِ رخِ مصطفیٰ

وہی روشنی روئے انور میں ہے
رسالت، امامت کے پیکر میں ہے

سرِ شامِ ظلمت سراج مبیں
تجلی نگاہ و ستارہ جبیں
سراپا محبت، سراپا یقیں
ہے رحمتِ العالمین
عدو پر بھی باران برگ و ثمن
جو خُلقِ نبی ہے وہ خلقِ حسنؑ

جو سارے زمانے میں مشہور ہے
ہدایت سے دنیا کی معمور ہے
جو آئینۂ آئینۂ نور ہے
حسن کی امامت کا دستور ہے
بشر میں جو شورِ مساوات ہے
حسنؑ کے خزانوں کی خیرات ہے

قصیدۂ امام حسنؑ

آیا ہے خود سلام کو موسم بہار کا

آیا ہے خود سلام کو موسم بہار کا
رتبہ تو دیکھ اُن کے قصیدہ نگار کا

مجرم نہیں مصاحبی شہر یار کا
رشتہ ہے بوترابؑ سے مجھ خاکسار کا

پیتا نہیں بغیر رضائے ہوائے گل
پابند ہوں شریعت فصلِ بہار کا

کیسے ہو مے کے سامنے کفران میکشی
منکر نہیں ہوں رحمت پروردگار کا

آتا ہے یادؔ محسنِ قبائے حسنؑ مجھے
سایہ جو دیکھتا ہوں کسی سبزہ زار کا

کیا آمدِ امامِ حسنؑ ہے کہ چار سو
جو دل ہے وہ مدینہ ہے فصلِ بہار کا

صلح بشر اسی کا طریقہ ہے دوستو
جس نے قلم سے کام لیا ذوالفقار کا

سجدے میں سر جھکا کے بھی اس کو ملے گا کیا
وہ جس کے پاس دل نہیں سجدہ گذار کا

کیا پتھروں کا رنج کرے میری نغمگی
قدرت نے دل دیا ہے مجھے آبشار کا

کیسے نصیریوں کے خدا کو خدا کہوں
مجبور ہوں کہ حکم نہیں اختیار کا

جب تک امام عصرؑ کا ہوتا نہیں ظہور
محسنؔ بھی ہے چراغ، شب انتظار کا

حضرت امام حسینؑ کی شانِ اقدس سے منسوب کلام

بنامِ آمدِ حسینؑ رقص میں حیات ہے

خوشی چلی ہے روبہ رو

خوشی چلی ہے روبہ رو
چراغ دے رہے ہیں لو
بپا ہے آج جشنِ نو
علیؑ کے گھر میں ضوبہ ضو
سحر ہوئی ہے عید کی
کہ کوئی چاند رات ہے

بنامِ آمدِ حسینؑ رقص میں حیات ہے

سمائے صد سُرور ہے
محبتوں کے طور ہے
طلوعِ ماہِ نور ہے
حسینؑ کے ظہور ہے

تمام عرصہ زمیں
ہمہ تجلیات ہے
بنامِ آمدِ حسینؑ رقص میں حیات ہے

حسنؑ سا اک حسیں ملا
نبی کو جانشین ملا
کہ حیدرؑ و بتولؑ کو
اک اور مہ جبیں ملا
ہے اجتماعِ پنجتن
کہ عید شش جہات ہے
بنامِ آمدِ حسینؑ رقص میں حیات ہے

حسین فضا ہے نم بہ نم
تو زلفِ شب ہے خم بہ خم
بھلا کے آج سارے غم
اٹھاؤ جام دم بہ دم
کہ آج درد کی نہیں

مسرتوں کی رات ہے
بنامِ آمدِ حسینؑ رقص میں حیات ہے

اُٹھی نجف سے وہ گھٹا
سبو بدوش ہے فضا
شراب کوثریں لئے
پکارتی ہے یہ صبا

پیئو پیئو چھک کے پیئو
کہ جشن کی یہ رات ہے
بنامِ آمدِ حسینؑ رقص میں حیات ہے

تھرک رہے ہیں بحر و بر
مہک رہے ہیں دشت و در
نشے میں گم ہے ہر نظر
کسی کو یہ نہیں خبر

حسینیت کا جشن ہے
کہ جشنِ کائنات ہے

بنامِ آمدِ حسینؑ رقص میں حیات ہے

مہک رہے ہیں آج بھی
حدیثؐ کے جو پھول ہیں
رسولؐ سے حسینؑ ہیں
حسینؑ سے رسولؐ ہیں

وہ رشتۂ نسب بھی ہے
جو رشتۂ صفات ہے

بنامِ آمدِ حسینؑ رقص میں حیات ہے

نبیؐ کے دل کے چین نے
علیؑ کے زیب و زین نے
مٹا کے اپنی زندگی
بتا دیا حسینؑ نے

اجل میں بھی ہے زندگی
فنا میں بھی ثبات ہے

بنامِ آمدِ حسینؑ رقص میں حیات ہے

ہر ایک ظلم و جور کا
علم جیسے کمند ہے
یزید مٹ گیا مگر
حسین سر بلند ہے
فقط نصیب کی نہیں یہ
حوصلے کی بات ہے

بنامِ آمدِ حسین رقص میں حیات ہے

خوشا یہ شورِ احسنت
سخن ہے میری تمکنت
ادب ہے میری سلطنت
میں لکھ رہا ہوں منقبت
مجھے کسی سے کیا غرض
صلہ خدا کے ہاتھ ہے

بنامِ آمدِ حسین رقص میں حیات ہے

مرا پیام حیدری
مرا کلام کوثری
مرے سخن کو پا سکے
نہ خیبری نہ عنتری
کہ یہ قصیدۂ ولا
عریضۂ نجات ہے
بنام آمد حسینؑ رقص میں حیات ہے

بنامِ حسینؑ

اے جانِ مرتضیٰ و جگر پارۂ بتولؑ

اے جانِ مرتضیٰ و جگر پارۂ بتولؑ
اے باعثِ تجلیِ کاشانۂ رسولؐ
اے عالمِ سکوت میں آوازِ حق اصول
کرلیتی تیرہ رات کی بیعت اگر قبول
اے مہرِ حق نظر، تری خورشید منصبی
تا حشر اوڑھتی یہ زمیں چادرِ شبی

اس تجلہ زمیں کو بہ اندازِ مہر و ماہ
تو روشنی نہ دیتا اگر اے سحر پناہ
رہتی زمین صورتِ سیارۂ سیاہ
بے آب و بے تجلی و بے نور و بے نگاہ

ملتی نہ اک کرن بھی کسی دشت و راغ کو
ہر طاق صبح و شام ترستا چراغ کو

تو بوریہ نشیں تھا مگر خاکِ بندگی
منشورِ زندگی تھا ترا اسوۂ نبیؐ
تیرے لیے حرام تھی بیعت یزید کی
اے سرفروش حرمتِ ایمان و آگہی
قصرِ شہی کو علم تھا ابن علیؑ ہے تو
ٹھوکر میں جس کی تاج رہے وہ ولی ہے تو

ایماں سے بے نیاز رسالت سے بے خبر
کم ظرف و کم سواد و کم احساس و کم نظر
جب خوانِ حرص و آز پہ ایماں کو بیچ کر
چاندی کی ہڈیوں پہ جھکے تھے سگانِ زر
عکاسِ صبر و فقرِ نبیؐ ہر ادا تری
نانِ جویں بنامِ علیؑ تھی غذا تری

میراث میں متاعِ پیمبرؐ تجھے ملی

عقیدت

جان و قوتِ حیدرؑ تجھے ملی
توفیق حق شناسیٔ داور تجھے ملی
معراجِ زندگی جہۂ تختہ تجھے ملی
سارے نشان یزید کے پیوندِ خاک ہیں
ماتم میں تیرے ارض و سما سینہ چاک ہیں

اب تیرا ذکر، ذکرِ قیامت سے کم نہیں
تیرا بیاں بیانِ صداقت سے کم نہیں
تیرا قیام دیں کی اقامت سے کم نہیں
اب تیرا نام ایک علامت سے کم نہیں
تو شاہد و شہادتِ روحِ شہود ہے
تو ایک استعارۂ حرفِ وجود ہے

اے آسمانِ عزم و عمل کے مہِ تمام
ہر لوحِ حق فروز کی زینت ہے تیرا نام
مجھ سے کشیدہ سر بھی ترے در کے ہیں غلام
تو جاں فروشگانِ صداقت کا ہے امام
تو نعرۂ عظیم ہے ہر انقلاب کا

عقیدت

سورج ہے اس زمین کے لئے بوتراب کا

تیرے لئے چراغ ہے اللہ کی کتاب
تو کفر سے گریز ہے ظلمت سے اجتناب
تو قلزم جہاد کا طوفانِ اضطراب
تو انقلابیوں کے لئے روح انقلاب
لشکر ترا کمال شجاعت میں فرد ہے
جو بھی ترا شریک سفر ہے وہ مرد ہے

مثلِ مہ و نجوم ہے قائم ترا ظہور
ہر روشنی ہے سر کو جھکائے ترے حضور
تیرے لئے غروب نہیں آفتاب نور
تو شعلۂ چراغ میں ہے شروع سے
رشتہ ہر اک سحر کا ہے تیرے طلوع سے

زمانے میں کوئی شبیرؑ کا ہمسر نہیں دیکھا

زمانے میں کوئی شبیرؑ کا ہمسر نہیں دیکھا
جو دیکھا بھی تو اہل بیت سے باہر نہیں دیکھا

وہ جس نے کربلا میں عکس پیغمبرؐ نہیں دیکھا
سر منظر تو دیکھا ہے پس منظر نہیں دیکھا

پس سجدہ بلند ایسا کسی کا سر نہیں دیکھا
وہ سورج میں نظر آیا جو نیزے پر نہیں دیکھا

مری خوش طالعی کو لوگ کیا جانیں کہ دنیا نے
ستارے تو صرف دیکھیں ہیں ستارہ گر نہیں دیکھا

ہم اسکے ہیں کہ جس کی انقلاب انگیز آنکھوں نے
زمانہ موڑ کر دیکھا ہے خود مڑ کر نہیں دیکھا

مہ و خورشید بھی دیکھے مہ و خورشید کو لیکن
محمدؐ کے چراغوں سے فروزاں تر نہیں دیکھا

وہ محروم عبادت ہی رہے گا جسکی آنکھوں نے
اذانِ صبح میں لحنِ علی اکبر نہیں دیکھا

حیاتِ جاوداں کی ہے اگر آلِ محمدؐ پر
جنابِ خضرؑ نے میری طرح مر کر نہیں دیکھا

جہاں ذکرِ حسینی چھڑ گیا محفل سجا ڈالی
جنہوں نے جبّہ و عمامہ و منبر نہیں دیکھا

غلام اس بادشاہ حق کا ہوں جس نے کبھی صہبا
کسی تاج حکومت کو نظر بھر کر نہیں دیکھا

حضرت امام حسینؑ

اے چراغِ مصطفیٰؐ کی روشنی

اے چراغِ مصطفیٰؐ کی روشنی
اے غرورِ فاطمی و حیدری
لشکرِ اسلام کے مردِ جری
اے اجل کے راستے کی زندگی
ہر خموشی کو تکلم کر دیا
موت کو تو نے تبسم کر دیا

اے صدی اندر صدی سیلِ مزید
اے بہ او اشک میں طوفاں کشید
راہِ حق میں اے شہیدوں کے شہید

تیرے خوں میں غرق ہے تاج یزید
تجھ سے کیا رشتہ ہے تاج و تخت کا
تو اجالا ہے، جبینِ وقت کا
اے اندھیروں میں اجالوں کے سفیر
روشنی تیرے لہو کی ہر لکیر
زلزلے تیرے لئے گردِ حقیر
آندھیاں تیرے چراغوں کی اسیر
اے دل و جان مراد مصطفیؐ
اے رجز خوان دادِ مصطفیؐ

بے اماں ہے جب تلک نوعِ بشر
جب تلک جاری ہے رزم خیر و شر
جب تلک ہے زغۂ شب میں سحر
ختم ہوسکتا نہیں تیرا سفر
تو رہے گا اہل حق کا زیب و زین
ہر صدی آواز دے گی یا حسینؑ

بنام ساقیِ حسینؑ، خوشی میں ڈوب کر جیو

بنامِ ساقیِ حسینؑ، خوشی میں ڈوب کر جیو
ہزار جام کوثریں، پیو حسینو پیو
کہ آج دل کے آنگنوں میں نور کی برات ہے

تھرک رہے ہیں بحر و بر، مہک رہے ہیں دشت و در
نشے میں گم ہے ہر نظر، کسی کو یہ نہیں خبر
حسینیت کا جشن ہے کہ جشنِ کائنات ہے

مہک رہے ہیں آج بھی، حدیث کے جو پھول ہیں
رسولؐ سے حسینؑ ہیں، حسینؑ سے رسولؐ ہیں
وہ رشتۂ نسب بھی ہے جو رشتۂ صفات ہے

ستارہ کار وقت کی، گواہ ہے صدی اندر صدی

بتا دیا حسین نے، مٹا کے اپنی زندگی
اجل میں بھی دوام ہے، فنا میں بھی ثبات ہے

ہم نہیں ہیں بے سبب حلقہ بگوشانِ حسینؑ

ہم نہیں ہیں بے سبب حلقہ بگوشانِ حسینؑ
انقلابی فکر کا مرکز ہے ایوانِ حسینؑ
عالم انسانیت کی شان ہے شانِ حسینؑ
یہ حقیقت جانتا ہے، ہر ثنا خوانِ حسینؑ
ظالم و مظلوم کی ہر جنگ میں وہ فرد ہے
جو حسین ابن علی کے ساتھ ہے وہ مرد ہے

کربلا ہر اشک سے کرتی ہے جب طوفاں کشید
ٹھوکریں کھاتا ہے تنکے کی طرح تاج یزید
طورِ خنجر بخشتا ہے نورِ حق ساماں کی دید
موت بنتی ہے حیاتِ جاوداں کی نوید
اک خدا کے نام کی حلقہ بگوشی ہے حسینؑ
سرفرازی، سربلندی، سرفروشی ہے حسینؑ

سانس لیتی کربلا بیدار ہے تیرے لئے
اس طرف آ، یہ ہمہ انوار ہے تیرے لئے
ظلمتوں سے مستقل پیکار ہے تیرے لئے
آج بھی شبیرؑ اک تلوار ہے تیرے لئے

پستیوں کو عرش کی پرواز دیتا ہے حسینؑ
جاگ اے نوعِ بشر، آواز دیتا ہے حسینؑ

حضرت امام حسینؑ

جو چراغ قلب وجاں ہے وہ علامت ہے حسینؑ

جو چراغ قلب وجاں ہے وہ علامت ہے حسینؑ
خونِ گرم جاں نثاروں کی حرارت ہے حسینؑ
آفتابِ سرفروشی کی تمازت ہے حسینؑ
قلب باطل جس سے لرزے وہ صداقت ہے حسینؑ

.............o.............

یہ بھی اک ایثار تھا ورنہ بچے حفظِ حیات
ساقیٔ کوثر کا بیٹا اور محتاجِ فرات
جانتے ہیں آج بھی تشنہ بیانِ کائنات
تشنگی کیسی کہ دریائے سخاوت ہے حسینؑ

.............o.............

سجدہ گاہ اہل ایماں ہے زمین کربلا
بندگی معبود کی یہ کہہ رہی ہے برملا
زیر خنجر کون کرتا ہے نماز حق ادا
صرف عابد ہی نہیں روحِ عبادت ہے حسینؑ

.............o.............

جس سے طاقت تھرتھرائے بیکسی کی وہ کمال
موت پر جو مسکرائے زندگی کا وہ جلال
ہر تہور جس پر قربان اس تہور کی مثال
ہر بغاوت جس پہ صدقے وہ بغاوت ہے حسینؑ

.............o.............

کربلا میں یوں رہا ہے وہ بندۂ کریم
دار پر جس طرح عیسیٰ، طور پر جیسے کلیم
آج بھی ہے محترم اور آج بھی ہے وہ عظیم
جس کی عظمت کم نہیں ہوگی، وہ عظمت ہے حسینؑ

.............o.............

جو دل و جان سحر بھی ہے وہ رخشندہ جبیں
جو سبیل صد گہر بھی ہے وہ دجلہ آستیں

وہ جو اعجاز نظر بھی ہے وہ جلوہ آفریں
وہ جو معراج بشر بھی ہے وہ رفعت ہے حسینؑ

.............o.............

نوگری، انجم روی، افشاں دلی، شعلہ رخی
روشنی، رخشندگی، تابندگی، پائندگی
سرفرازی، سربلندی، سرفروشی، سرکشی
حوصلہ، جذبہ، ارادہ، استقامت ہے حسینؑ

.............o.............

پختہ ہو جاتی ہے جب خون رگ جاں کی کشید
کربلا ہوتی ہے بحر غم جب پایاں رسید
زندہ ہوتا ہے حسینؑ اور دفن ہوتا ہے یزید
اس اصول حق کی شہادت ہے حسینؑ

.............o.............

اُن سے یہ کہہ دو ناامیدی کے جو ساغر میں پیے
بجھ نہیں سکتے کبھی خوش شہادت کے دیے
ہم ہزیمت خوردان عہد حاضر کے لئے
درس گاہ عشق میں درس شہادت ہے حسینؑ

.............o.............

عقیدت

ہر نفس بیعت طلب ہے، دست ایمان حسینؑ
امتحاں گاہ وفا ہے، اب بھی ایوان حسینؑ
چین پاتے ہیں کہاں صہبا غلامانِ حسینؑ
قلب وجاں میں جو بپا ہے قیامت ہے حسینؑ

کسی سوادِ شام سے رشتہ نہیں میرا

کسی سوادِ شام سے رشتہ نہیں میرا
مجھے اس نے عطا سورج کی وہ جاگیر کر دی ہے

میں شاہانِ زمانہ کا قصیدہ لکھ نہیں سکتا
خدا نے میرے ذمے مدحتِ شبیر کر دی ہے

فرشتے کیوں نہیں آئے سرِ بزمِ سخن صہبا
تو کیا میں نے قصیدے میں کوئی تاخیر کر دی ہے

حضرت امام زین العابدینؑ کی

شانِ اقدس سے منسوب کلام

قصیدۂ حضرت امام زین العابدینؑ

(فرزدوق کے قصیدے کی روشنی میں)

ایک دن ہشام بن عبدالملک ازراہ حج
سر پہ مثلِ تاج رکھے، سلطنت کی فکرِ کج

آگیا کعبے کے اندر، دستۂ شاہی کے ساتھ
تاکہ خود بھی بھر سکے ایمان سے کم ظرف ہاتھ

جب بڑھا بوسے کی خاطر، سنگ اسود کی طرف
ہوگیا رستے میں حائل، اک ہجوم صف بہ صف

کوششوں پر کوششیں کرتے سارے غلام
صحن کعبہ میں نہ آیا، منبر شاہی بھی کام

جیسے دل کی روشنی تھا، ایک کعبے کا غلاف
موج اندر موج تھی، خلقِ خدا، محوِ طواف

ایسے عالم میں کے، آداب شاہی کا خیال
کیا خدا کے گھر میں بندے کی خدائی کا سوال

تلملا کر رہ گئے، طاقت بھی، تاج وتخت بھی
بندۂ عاجز کی صورت، وہ امیر وقت بھی

یوں رہا محروم بوسہ، سنگ اسود کے قریب
جیسے ہر تیرہ دروں سے روٹھ جاتے ہیں نصیب

ناگہاں کعبے کے اندر، یوں ہوا کوئی طلوع
"سورۂ والشمس" ہو قرآن میں جیسے شروع

حیرتاً ہشام سے کہنے لگا اس کا غلام
یا امیر وقت آخر کون ہے یہ خوش خرام

راستہ پانے سے عاجز ہیں جہاں تجھ سے امیر
کیسی آسانی سے آگے بڑھ رہا ہے یہ فقیر

یوں سمٹ کر ہوگیا انبوہ بے پایاں قلیل
جس طرح موسیٰؑ کے قدموں میں کوئی سیلاب نیل

جز عصائے خیزرانی، کچھ نہیں ہے جسکے پاس
وہ جو زیب تن کئے ہے ایک خستہ سا لباس

ساتھ اک ابرِ معطر کے سوا کچھ بھی نہیں
جسکے سر پر ایک چادر کے سوا کچھ بھی نہیں

جسکی عظمت کی ضمانت، کوئی ترکش ہے نہ تیر
کون ہے شعلۂ نفس ہے، کون ہے روشن ضمیر

صورت خورشید روشن، کسکے ماتھے کا ہے داغ
کس کے ہر نقشِ قدم سے جلتے جاتے ہیں چراغ

کون ہے یہ جسکے قدموں سے ابھرتے ہیں نجوم
کائی کی صورت، چھٹا جاتا ہے لوگوں کا ہجوم

صحن کعبہ میں رواں ہے اسطرح کوئی بشر
روشنی کے فرش پر، اک چاند کا جیسے سفر

وہ جسے جبروت شاہی، ٹوکنے والا نہیں
کون ہے یہ جسکو کوئی روکنے والا نہیں

جب سنے ہشام نے خود اپنے حاجت کے سوال
چھا گیا چہرے پر اسکے ایک رنگ انفعال

ایک جہلِ خسروی کے ساتھ یہ اس نے کہا
کون ہے یہ شخص اسکو میں نہیں پہچانتا

وہ کہ جس کا شعر، عزوشانِ ہست و بُود تھا
اتفاقاً وہ فرزدق بھی وہیں موجود تھا

تب فرزدق نے کہا، اے قصر شاہی کے غلام
پوچھتا ہے کس اندھیری رات سے سورج کا نام

آ بتاؤں کون ہے یہ نازشِ جود وکرم
خانۂ کعبہ کی عظمت، حرمتِ رحل و حرم

ارض کعبہ چومتی ہے جس کے قدموں کے نشان
ہاں یہی تو ہے زمیں پر، رحمتوں کا آسماں

آسمان کی ہر تجلی ان سے ہوتی ہے طلوع
زندگی کی ہر سخاوت، ان سے ہوتی ہے شروع

افضلِ ہستی محمدؐ مصطفیٰ کے نورعین
ہاں یہی تو ہیں امامِ حق، علی ابن الحسینؑ

یہ ہیں وہ پرہیزگار و پاک و پاکیزہ بشر
جیسے سدرہ کا اجالا، جیسے طوبیٰ کا شجر

جیسے اسریٰ کی فضا میں بارشِ نجم و قمر
جیسے اقصیٰ کی تجلی، جیسے کعبے کی سحر

ہاں ازل سے بھیجتا ہے، ان پہ خود خدا درود
گاہے باران سلام و گاہے باران درود،

سرنگوں ہوتی ہے جب دیوار کعبہ ان کے ساتھ
یہ وہی ہیں، چومتا ہے، سنگ اسود جن کے ہاتھ

ہے اسی معمورۂ حق سے منور ان کی ذات
جس کا ہر نور ہدایت، امتوں کی ہے نجات

جعفر طیار بھی، حمزہ بھی ہیں ان کے چچا
رزم گاہوں کا حلف ہے، آج بھی جن کی وفا

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کے پسر
مردِ میداں، حیدرِ کرارؑ کے لختِ جگر

وہ محمدؐ کا وصی، وہ جانشینِ حق نصاب
دشمنانِ دین حق کو، تیغ ہے جس کی عذاب

دیکھتے ہیں ان کو میدانِ علی میں جب قریش
ان کی عظمت کی قسم کھاتے ہیں خود مردانِ جیش

یہ ہیں وہ اہلِ شجاعت، یہ ہیں وہ والا حشم
ختم ہے جن جوانمردی پہ احسان و کرم

تیرا یہ کہنا کہ آخر کون ہے یہ خوش نظر
ہیچ ہے جسکے لئے دنیا کا ہر نفع ضرر

جو عرب کی روشنی ہے، جو عجم میں جلوہ گر
تو ہے ایسے شخص کی عظمت کا "منکر" بے خبر

یہ ہیں عزت کی بلندی کا وہ نقشِ محترم
چھو نہیں سکتے جسے اہلِ عرب، اہلِ عجم

یہ حیا سے اپنی آنکھیں نیچی رکھتے ہیں مگر
ان کے آگے اُٹھ نہیں سکتی، زمانے کی نظر

اِن سے کرسکتا نہیں، پاسِ ادب سے کوئی بات
ہاں مگر جب بانٹتے ہوں، یہ تبسم کی زکات

جیسے سورج چاک کر دیتا ہے ظلمت کا غرور
جگمگاتا ہے اندھیرے، ان کی پیشانی کا نُور

جسکی اونچی ناک ہے، وہ خوش جمالِ دلبراں
جسکے ہاتھوں سے ہے بیدِ مشک میں خوشبو رواں

نقشِ الااللہ کا رمز آشنائے محترم
اک تشہد کے سوا، لا بھی ہوا جسکو نَعم

اُس خدا کے باب میں، جو ہے خدائے دو جہاں
نفی کے اندر میں اثبات بھی جسکو گراں

برگِ نخلِ مصطفیٰؐ، اِن کی روح تابناک
ان کے جسمانی عناصر، جانِ پاک و خاکِ پاک

یہ وہی ہیں جو اٹھا لیتے ہیں کمزوروں کا بار
حرف شیریں کے سوا، کچھ بھی نہیں جن کا شعار

تنگ ہو جاتا ہے جن پر، اس زمیں کا طول و عرض
یہ ادا کرتے ہیں ان غربت زدہ قوموں کا قرض

ان کو زینت بخشتا ہے ان کا آفاقی کلام
جو یہ کہتے ہیں، وہی کہتا ہے، یہ عالم تمام

یہ اُجالے بانٹتے ہیں ماہ و اختر کی طرح
ان کے گھر کی نعتیں شیریں میں کوثر کی طرح

تو اگر واقف نہیں تو مجھ سے سن او بے خبر
یہ رسولِ پاک کی دختر کے ہیں نورِ نظر

حضرت امام رضاؑ کی شانِ اقدس سے منسوب کلام

امام رضاؑ

رضاؑ ہے تیرا نام اور راضی و رضی بھی تو

رضاؑ ہے تیرا نام اور راضی و رضی بھی تو
علیؑ کے دل کی روشنی، چراغِ اعلیٰ بھی تو

خوشا وُرودِ محترم، زمیں نے چومے کیوں قدم
مہِ عرب مہِ عجم، ترے طلوع کی قسم
مدینۂ منورہ کی آئینہ رخی بھی تو

جمالِ صبحِ حق رَوی، شکستِ ظلمتِ شبی
ستارہ در ستارہ ہے، تری ستارہ منصبی
نجیبِ آلِ مجتبیٰؑ، نقیبِ فاطمی بھی تو

تو خاکسار تھا تو یوں کہ فخرِ بوترابؑ تھا
کہ اہلِ بیت کے سوا کہاں تیرا جواب تھا
لبِ میں مصطفیٰ لبِ، حُب میں حیدری بھی تو

بنامِ امن و آشتی، حسنؑ کے دل کا چین بھی
شجاعتوں میں صاحبِ شجاعتِ حسینؑ بھی،
عبادتوں میں وارثِ سجودِ عابدی بھی تو

رہینِ علمِ باقری، امینِ صدقِ جعفری
شعورِ بندگی سے اے کمالِ بندہ پروری
ہر ایک آدمی کے حق میں، لطفِ کاظمی بھی تو،

امامؑ در امامؑ ہے، تجلیوں کا سلسلہ
کہاں کوئی فصیل ہے، کہاں ہے کوئی فاصلہ
کہ آٹھویں مقام پر، وہی بھی تو ولی بھی تو

ترا ہی عکسِ ضوفشاں، کبھی تقیؑ کبھی نقیؑ
تو اپنے بعد بھی رہا، جمالِ روئے عسکری
امامِ آخر الزماںؑ کا جلوۂ خفی بھی تو

وہ جس کے در پہ خم رہی، جبیں مہ و نجوم کی
سدا بکھیرتا رہا، جو روشنی علوم کی
وہ ماہتابِ ہاشمی، وہ مہرِ مشرقی بھی تو

عقوبتوں کے دور میں، بیانِ حق سے برملا
وہ جس نے زندہ کر دیا، جہاں میں ذکرِ کربلا
حسینیت کے نام پر، وہ درسِ زندگی بھی تو

بَرِ دیارِ غیر بھی، مکینِ مکۂ وفا
نجف تھا تیری روح میں، مدینہ تیرے دل میں تھا
اسیرِ ظلمتِ شہی، ضمیرِ سرکشی بھی تو

تمام عمر کٹ گئی، اگرچہ عہدِ جبر میں
مگر بنامِ دینِ حق، جہادِ شکر و صبر میں
رجز گذار یا نبیؐ، صدائے یا علی بھی تو

غروب ہو گئے عدو، تو آفتابِ وقت ہے
جواب تیری شان کا، نہ تاج ہے نہ تخت ہے
تو اگرِ پیمبری، شکستِ خسروی بھی تو

جو زہر تجھ کو دے گیا، ترے لئے نیا نہ تھا
حسنؑ کے بعد کون ہے کہ جس نے یہ پیا نہ تھا
یہ اک شہیدِ مشہدِ وفا کی پیروی بھی تو

رضا ہے تیرا نام اور راضی و رضی بھی تو
علیؑ کے دل کی روشنی چراغِ العلی بھی تو

حضرت امام تقیؑ کی شانِ اقدس سے منسوب کلام

قصیدۂ امام تقی

نیام حق زری لکھوں

نیام حق زری لکھوں
سبب عظمتِ نبیؐ لکھوں
سبب تابش علیؑ لکھوں
سبب نور فاطمی لکھوں
حسن کی زندگی لکھوں، حسین کی خوشی لکھوں
میں سوچتا ہوں کس طرح، قصیدۂ تقی لکھوں

فراغ عابدی لکھوں
چراغ باقری لکھوں
نہادِ جعفری لکھوں
مرادِ کاظمی لکھوں
رضا کی روشنی لکھوں، وصی لکھوں ولی لکھوں

تقیؑ کی ضو سے بالیقین
نقیؑ میں آئینہ جبیں
تو عسکری سحر نگیں
قصیدہ ختم ہو یہیں
کہ تھا امامِ آخرینؑ حدیثِ روشنی لکھوں

مدینہ، کربلا، نجف
سب کاظمینِ با شرف
سب مشہدِ سحر بکف
چراغ یوں ہیں صف بہ صف
کہ ان کی ضو سے ہر طرف نجومِ شاعری لکھوں

ورائے حلقۂ گماں
وہ معجزاتِ حق نشاں
جواب ان کا ہے کہاں
شعور کا کروں بیاں
کہ ان کا علم بیکراں، بہ عہدِ کمسنی لکھوں

بجے سبو بنفشئی
اٹھیں گھٹائیں سرمئی
جلے چراغ اگرئی
تو رنگ کھل اٹھے کئی
لکھوں خیال چھپئی کہ لفظ نقرئی لکھوں

امام مہدی آخر الزمان کی شان اقدس سے منسوب کلام

زمیں کی ظلمت میں روشنی کو شروع فرما

زمیں کی ظلمت میں روشنی کو شروع فرما
خدا کی حجت، امام آخر، طلوع فرما

طلوع فرما کہ جو کفر کا یہ عذاب بھاگے
طلوع فرما کہ صبح "یوم حساب" جاگے

ہمارے امروز کو ملا دے ابد سے آقا
نواز، اس بے حد زمیں کو مدد سے آقا

دل ونظر میں، تجلیوں کا خرام تو ہے

دل ونظر میں، تجلیوں کا خرام تو ہے
حریم جاں میں، سکوت شب کا کلام تو ہے

مجھے یقیں ہے، امین تو ہے، امان تو ہے
صداقتوں کا مکین تو ہے مکاں تو ہے

ستمگروں سے نجات دے گا قیام تیرا
کہ قطع کر دے گا ہر بدی کو دوام تیرا

خلیفۂ رب، امامِ ہر دو جہاں بھی تو ہے
کہ صاحبِ عصر، صاحبِ ہر زماں بھی تو ہے

مسیحِ دوراں، امام ہر انس وجاں بھی تو ہے
شریکِ قرآں، زمانے بھر کی اماں بھی تو ہے

گزشتہ و ناگزشتہ کا رمزِ درمیاں بھی
امامِ امروز و مہدی آخر الزماں بھی

یقیں کے سائے میں گرچہ جلوہ طراز تو ہے
کسی پہ روشن نہیں جواب تک وہ راز تو ہے

کسے خبر، کس فضا میں برسے گا نور تیرا
نہ جانے کس دن، جہاں میں ہوگا ظہور تیرا

غبارِ ظلمت فروش میں منتشر ہیں آنکھیں
حقیقت منتظر، تری منتظر ہیں آنکھیں

وقت ہوا جاتا ہے مولا، ساعت ساعت، کم سے کم

وقت ہوا جاتا ہے مولا، ساعت ساعت، کم سے کم
مجھ کو عمر خضرؑ عطا ہو، بہر مدحت، کم سے کم

میری اک اک سانس قصیدہ بن کے اترے کاغذ پر
مجھ کو بھی سرکار عطا ہو، اتنی مہلت کم سے کم

صرف اسی کو حق ہے جہاں میں، آل نبیؐ کی مدحت کا
کون و مکاں میں گونج رہی ہو، جس کی شہرت کم سے کم

میں بھی اُن کے ساتھ قصیدہ گو ہوں اپنے آقا کا
مجھ کو بھی سادات سخن سے ہے یہ نسبت کم سے کم

جو بھی چاہے خاک نجف کی خوشبو دے کر لے جائے
شہر دل میں ہم نے لگا دی، دل کی قیمت کم سے کم

سجدہ ریز عشق رہا ہوں، آل نبی کے قدموں میں
میں نے ساری عمر نہ چھوڑی، اک یہ عبادت کم سے کم

مجھ کو خادم کہنے والے، سلمان و قنبر بھی ہوں
میری بھی خدام علی میں، ہو یہ عزت کم سے کم

جس کا چاہے طوق غلامی، ڈال لو اپنی گردن میں
ایک حکومت حشر تلک ہے ایک حکومت کم سے کم

آپ کا وعدہ سچ ہے لیکن آپ آئیں گے لیکن بھی
ہم بھی اب تو دیکھ رہے ہیں ایک قیامت کم سے کم

امام مہدی آخرالزمانؑ

خدا کے رازوں میں ایک راز خفی ہے تو بھی

خدا کے رازوں میں ایک راز خفی ہے تو بھی
نبی نہیں ہے مگر جمالِ نبی ہے تو بھی

علی کی صورت ستارہ زادِ علی ہے تو بھی
کمالِ تقدیس کی قسم فاطمی ہے تو بھی

حسنؑ کے جامِ اجل کا آبِ حیات تو ہے
حسینیت کی شہادتوں کا ثبات تو ہے

مثالِ سجادؑ عابدِ بے مثال تو ہے
کلامِ باقرؑ کا خطبۂ صد جلال تو ہے

جنابِ صادق کی عظمتوں کی گواہی تو ہے
جنابِ موسیٰ کے عزم کی خوش نگاہی تو ہے

علی رضا کے لئے ارضا و رضی بھی تو ہے
وہ متقی ہے، تقی بھی تو ہے، نقی بھی تو ہے

رسول کے ہر چراغ کی روشنی بھی تو ہے
امام مہدیؑ کے نام سے عسکری بھی تو ہے

حجاب غیبت میں رونمائے جلی بھی تو ہے
تمام انبیاء و اولیاء کا ولی بھی تو ہے

وہی قائم کہ جس کے قبضے میں مرتضا ہے
تو اس کی جانب سے قائم آلِ مجتبیٰ

حقیقتوں کا وجود بھی جیسے خواب میں ہے
اسی طرح سے جمال تیرا حجاب میں ہے

ہزار طوفان چھپے ہوئے ہیں نفس نفس میں
سوال کرتا ہے عشق آلام کے قفس میں ہے

کہاں ہے وہ جو ہمیں سکون حیات دے گا
قیامتوں کی ہلاکتوں سے نجات دے گا

کہاں ہے جو زندگی کو ترتیب خاص دے گا
کہ جو شہیدانِ کربلا کا قصاص لے گا

جہاں سے فسق و فجور کی تمکنت مٹا دے
کہاں ہے جو ظلم و جور کی سلطنت مٹا دے

زمیں کو انصاف و عدل کی سمت موڑ ڈالے
کہاں ہے جو قاتلوں کی تلوار توڑ ڈالے

تلاطمِ سیلِ نفس میں گرداب لکھنے والا
کہاں ہے امر و نواہی کے باب لکھنے والا

تڑپ رہے ہیں دل و نظر میں سوال کب سے
جواب کی آرزویں گم میں سوال کب سے

نہیں کہ سرکارؑ آپ کا اعتبار کم ہے
نگاہ و دل کو سلیقۂ انتظار کم ہے

مری عقیدت کا آئینہ ہے ہر اک قصیدہ
ہزار اسکو دے تم بہ نم ہے ہر اک عریضہ

دل و نظر میں تجلیوں کا خرام تو ہے
حریمِ جاں میں، سکوتِ شب کا کلام تو ہے

مجھے یقین ہے، امین تو ہے، امان تو ہے
صداقتوں کا مکین تو بے مکاں تو ہے

ستمگروں سے نجات دے گا قیام تیرا
کہ قطع کر دے گا ہر بدی کو دوام تیرا

خلیفۂ رب، امامِ ہر دو جہاں بھی تو ہے
کہ صاحبِ عصر، صاحبِ ہر زماں بھی تو ہے

مسیحِ دوراں، امام ہر انس و جاں بھی تو ہے
شریکِ قرآں، زمانے بھر کی اماں بھی تو ہے

گزشتہ و ناگزشتہ کا رمزِ درمیاں بھی تو ہے
امامِ دیروز، مہدیِ آخر الزماں بھی تو ہے

یقیں کے سائے میں گرچہ جلوہ طراز تو ہے
کسی پہ روشن نہیں جواب تک وہ راز تو ہے

کے خبر کس فضا میں برے گا نور تیرا
نہ جانے کس دن، جہاں میں ہو گا ظہور تیرا

غبارِ ظلمت فروش میں منتشر ہیں آنکھیں
حقیقتِ منتظر تری منتظر ہیں آنکھیں

حضرت عباسؑ کی شانِ اقدس سے منسوب کلام

حضرت عباسؑ علمدارؑ

تکبیر کی فضا میں اقامت کا نام ہے

تکبیر کی فضا میں اقامت کا نام ہے
ہنگامِ رزم ہو تو قیامت کا نام ہے
ہر رنگ میں علیؑ سے شباہت کا نام ہے
عباسؑ حوصلوں کی اُمامت کا نام ہے

اُم البنین کے لئے سرمایۂ نظر
وہ سایۂ علیؑ میں تجلی گر سحر
حسنینؑ کے لئے بنی ہاشم کا وہ قمر
جس کا طلوع، مطلع طلعت کا نام ہے

فرزند بوتراب کہ نازاں ہے جس پہ خاک
ماہ و نجوم جس کے اُجالوں سے تابناک
سنتے ہیں سر جھکا کے جری جس کا ذکر پاک

عباسؑ اُس کمالِ شجاعت کا نام ہے

ہر سانس ہے ولائے علیؑ میں نمازِ شکر
تعمیلِ حکم ہے نہیں کوئی مجال عذر
ہے جس کی روئے سے ترکِ وفا ارتکابِ کفر
عباسؑ اُس وفا کی شریعت کا نام ہے

خود کو کسی غلام سے بہتر نہیں کہا
مولا کہا ضرور برادر نہیں کہا
خود کو کبھی حُسینؑ کا ہمسر نہیں کہا
عباسؑ ایک عجیب عقیدت کا نام ہے

وہ پرچم حسینؑ پہ قربان جسکے ہاتھ
دریا کو چھین کر بھی رہا تشنگی کے ساتھ
مشکیزہ سکینہ لئے طالب فرات
عباسؑ اک تحیّر غیرت کا نام ہے

فر دِیزید جس سے لرزتے ہیں وہ نماز
جس پہ ستم کے تیر برستے ہیں وہ نماز

دل جس کو زیرِ تیغ بھی پڑھتے ہیں وہ نماز
عباسؑ اُس نماز کی عظمت کا نام ہے

سالارِ کاروانِ حُسینی ہے وہ جری
چلتے ہیں جس کے سائے میں مولا کے لشکری
چودہ صدی کے بعد بھی کہتی ہے ہر صدی
عباسؑ روشنی کی مسافت کا نام ہے

عباسؑ اک وظیفۂ اوراقِ حق نصاب
عباسؑ سر کشیدۂ آفاقِ بوترابؑ
عباسؑ اک صحیفۂ آیاتِ انقلاب
عباس اک جریدۂ جرأت کا نام ہے

سلام

حسین علیہ السلام

چھو نہ پائی تشنگی جسکو وہ دریا ہے حسینؑ

چھو نہ پائی تشنگی جسکو وہ دریا ہے حسینؑ
سرسرِ باطل میں جو چمکا وہ شعلہ ہے حسینؑ
موت صدقے ہوگئی جس پر وہ زندہ ہے حسینؑ
کیا بتاؤں فکرِ محدود بشر کیا ہے حسینؑ
اک تعجب، اک تحیر، اک عقدہ ہے حسینؑ
میرا مولاؑ میرا داتاؑ میرا آقا ہے حسینؑ

جانِ قلب فاطمہ وجہ سکون مرتضیٰ
تابشِ حسن ازل، نورِ نگاہ مصطفیٰ
مہر آفاق یقیں، ماہ شبستانِ وفا
جس کا جلوہ ہے امینِ جلوۂ خیرالوریٰ
وہ تسلی وہ تجلی وہ اُجالا ہے حسینؑ
میرا مولاؑ میرا داتاؑ میرا آقا ہے حسینؑ

جبر کی تاریکیوں میں، مثلِ مہرِ نیم روز
پرچم سبطِ نبی ہے آج بھی جلوہ فروز
آ رہی ہے اک صدائے دل گداز و سینہ سوز
کوئی سمجھے تو شہادت گاہِ ایماں میں ہنوز
اک اشارہ، اک بلاوا، ایک تقاضہ ہے حسینؑ
میرا مولا، میرا داتا، میرا آقا ہے حسینؑ

دستِ آدم نے چھوئے صرف دستِ ماہتاب
سربلندی زہرہ مریخ کی اب بھی ہے خواب
آدمی جو جائے گا جب واقعی گردوں رکاب
تب سمجھ پائیگی اذیان بشر کی آب و تاب
کتنا اُونچا، کتنا ارفع، کتنا اعلیٰ ہے حسینؑ
میرا مولا، میرا داتا، میرا آقا ہے حسینؑ

فکر تسنیمی ہے میری، کوثری میرا کلام
ہے امام صاحبانِ حریت میرا امام
کیا غرض ہے اہلِ زر سے کیا مجھے دولت سے کام
میں نہیں صہباؔ، سلاطینِ زمانہ کا غلام

میرا سلطان میرا قیصر، میرا دارا ہے حسینؑ
میرا مولا، میرا داتا، میرا آقا ہے حسینؑ

وہ مدینے سے چلے وہ کربلا آئے حسینؑ

وہ مدینے سے چلے وہ کربلا آئے حسینؑ
پھر صدی اندر صدی تاریخ پر چھائے حسینؑ

ایک ہی معنی ہیں ان کی نعتؐ کہنے یا سلامؑ
ہاں ولائے مصطفیٰؐ بھی ہے تولائے حسینؑ

ہے کوئی جو آنسوؤں کو گن کے بتلائے مجھے
ہو چکے کتنے ستارے صرف اقصائے حسینؑ

دل بہ دل سینہ بہ سینہ نم بہ نم آنکھوں کے ساتھ
کربلا در کربلا ہیں کربلا پائے حسینؑ

کیا قیامت ہے کہ جب ایثار کی ہو جستجو
میں جہاں تک بھی نظر ڈالوں نظر آئے حسینؑ

آندھیوں کی زد میں کب تھا استقامت کا پہاڑ
زلزلوں کے بس میں کب تھی جنبش پائے حسینؑ

سلام (درِ حسینؑ)

واقف ہے اس تضاد سے ہر صاحبِ نظر

واقف ہے اس تضاد سے ہر صاحبِ نظر
دنیا کے اس نظام میں از روئے خیر و شر،
اک آستانِ علم ہے اک آستانِ زر
اب جو بھی انتخاب کرے مرضیٔ لشکر،

منہ صاحبانِ زر کے خزانوں سے موڑ کر
میں نے درِ حسین چُنا، سب کو چھوڑ کر

اسواسطے کہ علم کے خاور ہیں بے کنار
اسواسطے کہ علم کے سورج ہیں بے شمار
اسواسطے کہ علم رسولوں کا ہے شعار
اسواسطے کہ علم صحیفوں کا ہے وقار،

اسواسطے کہ علم ہے انسان کا زیب و زین
کرتی ہے روحِ علم، طوافِ درِ حسینؑ

رکھتا ہے روشنی کے خزانے دیارِ علم
آلِ نبیؐ کے خون کا ہے صدقہ بہارِ علم
قرآن کیا ہے بارشِ پروردگارِ علم
کرتا ہے آدمی کی حفاظت حصارِ علم
ممکن ہے ظلم، تاج و حکومت کو چھین لے
پر کون ہے جو علم کی دولت کو چھین لے

انسان کی اِس جہاں میں قیادت کے ملی
نوعِ بشر کے دل پہ حکومت کے ملی
بُجز صاحبانِ علم نبوت کے ملی
بُجز وارثانِ علم امامت کے ملی،
غارِ حرا سے عرش کی پروازیں ہے علم
اُمّی لقب رسولؐ کا اعجاز بھی ہے علم

انسانیت کی شان کی تکمیل بھی ہے علم
دنیائے حق شناس کی تشکیل بھی ہے علم
احکامِ کردگار کی تعمیل بھی ہے علم
توریت بھی زبور بھی انجیل بھی ہے علم

یہ منقبت آسماں بھی نہیں ماورائے علم
آتی ہے یہ حسینؑ کے در سے صدائے علم

یہ در ہے جس میں تابشِ پیغمبری بھی ہے
یہ در ہے جس نور خشاں حیدری بھی ہے
تابانیِ بتولؑ کی جلوہ گری بھی ہے
فیضِ حسنؑ سے اسکی فضا عنبری بھی ہے

سورج ہے زیرِ دام، ستارے تہہِ کمند
یہ در ہے سرفروشیِ انساں ہے سربلند

اس در کی روشنی مبارک خدا کا نام
اس در کی آب و تاب ہے قرآن کا پیام
واجب ہے اہلِ عشق پہ، اس در کا احترام
اِس در کو جبرئیل بھی کرتے ہیں خود سلام

یہ در نہیں طلسم ہے ہر ایک اسم کا
یہ در بجائے خود ہے نشاں باب علم کا

اس در کو صبح و شام سجاتی ہے روشنی
اس در پہ خود چراغ جلاتی ہے روشنی
یوں اپنی آب و تاب بڑھاتی ہے روشنی
اس در کی روشنی میں نہاتی ہے روشنی
سرچشمۂ جلال و جمالِ علوم ہے
یہ در نہیں دریچۂ ماہ و نجوم ہے

مکہ بھی کربلا بھی مدینہ بھی ہے نہاں،
علم شۂ نجف کا خزینہ بھی ہے نہاں
جو نوح کو ملا وہ سفینہ بھی ہے نہاں
فرش زمین سے عرش کا ؟؟ بھی ہے نہاں
ہر وقت اک اجالا چراغ نبی کا ہے
مانگو جو مانگنا ہے کہ یہ در نبی کا ہے

سلام

عزاداری

پھول بن جائیں نظر ڈالیں جو انگاروں پر

پھول بن جائیں نظر ڈالیں جو انگاروں پر
کرمِ آلِ محمدؐ ہے عزاداروں پر

ان کو محدود نہ جانو کہ ہمارے آنسو
کبھی صحراؤں پہ برسے، کبھی گلزاروں پر

سوئے اسلام جو تلواروں کی یورش دیکھی
حق پرستوں نے گلے رکھ دیئے تلواروں پر

اب بھی تاریخ کی حیرت ہے شجاعت ان کی
زورِ باطل نہ چلا حق کے طلب گاروں پر

سرنگوں ہو کے رہا ظلم بھی ان کے آگے
سر جو چنوائے گئے ظلم کی دیواروں پر

اب بھی توقیر سے اٹھتے ہیں حسینی پرچم
اب بھی عباس کا سایہ ہے علمداروں پر

اس طرح عابدِ بیمار کا نعرہ گونجا
زلزلے ٹوٹ پڑے ظلم کے درباروں پر

شاد ہوتے ہیں جو حق پہ نچھاور کر کے
سر تو وہ قرض ہے اسلام کے سرداروں پر

ضربِ ماتم ہے سرِ سینۂ اہلِ ماتم
چوٹ پڑتی ہے مگر ظلم کی دیواروں پر

ذکرِ شبیر ہے یا ابرِ کرم ہے صہبا
مستقل بارشِ رحمت ہے قلمکاروں پر

نامِ حسینؑ

کس قدر آہوں کے شعلے، کتنے نالوں کے شرر

کس قدر آہوں کے شعلے، کتنے نالوں کے شرر
کتنے لفظوں کے سمندر کتنے اشکوں کے گہر
کرچکی دنیا نچھاور اک غمِ شبیرؑ پر
صرف اک روداد پر ہے کتنی صدیوں کا اثر

لکھ چکے سب، داستانِ کربلا میں کیا لکھوں
فکر ہے مشکل، اے مشکل کشا میں کیا لکھوں

آپ تو ہر حال میں مشکل کشا مشہور ہیں
آپ پر روشن ہیں جتنے بھی سخن مستور ہیں
فکر و معنیٰ کے خزانے آپ سے کب دور ہیں
آپ شہرِ علم کے دروازہ پر نُور ہیں

جہل کا خمیر ہے میرے فن سے ٹکرایا ہوا
یا علیؑ مجھ پر عجب اک کرب ہے چھایا ہوا

میں گدائے کوئے معنیٰ کوچۂ فن کا فقیر
میں انیسؔ عہدِ حاضر ہوں نہ ماضی کا دبیرؔ
کھینچنا آتی نہیں مجھ کو سخن کی اک لکیر
میں ہوں اپنے جہل کے زنداں کی ظلمت کا اسیر
سہہ رہا ہوں جہل کی ظلمت کی ناوک افگنی
روشنی اے علم کے خورشید تاباں روشنی

روشنی جس سے فرزدق ہے امیروں کا امیر
روشنی جس سے فروزاں ہے دبستانِ دبیر
روشنی جس سے انیسِ نجمؔ ہر مجلس کا میر
روشنی خورشید در آغوش ہیں جس کے فقیر
روشنی جو فکر کی تقدیر میں رکھی گئی
روشنی جو صاحبانِ درد کو بخشی گئی

روشنی، الفاظ کی، افکار کی، احساس کی
روشنی ادراک سے مہکے ہوئے انفاس کی
جو چراغ سوزِ دل ہے روشنی اس یاس کی
روشنی کرب وبلا کے بیکسوں کی پیاس کی

روشنی ریگِ تپاں پر گرمئی عاشور کی
روشنی شامِ غریباں کے مقدس نور کی

کربلا عابدؑ بیمار کی زنجیر بھی

کربلا عابدؑ بیمار کی زنجیر بھی
کربلا ہی زینب مظلوم کی تقریر بھی
کربلا صوم وصلوٰۃ وسجدہ وتکبیر بھی
کربلا انسانیت کی طے شدہ تقدیر بھی
کربلا کی سمت میں آکر ملے گا دل کا چین
کُل جہاں اک دن پکارے گا ہمارے ہیں حسین

کربلا کے حُسن کا اعجاز اللہ الصمد
کربلا تاریخ عالم کے لئے حق کی سند
کربلا کو ایک دن میں مل گئی عمرِ ابد
کربلا کی روشنی ہے، قل ھو اللہ احد
کربلا وہ نور ہے جس کی ضمانت ہے حسین
کربلا وہ نقش ہے جس کی صداقت ہے حسین

کربلا سوزِ نفس ہے کربلا نورِ امید
کربلا ہے سب شہیدوں کی شہادت کی نوید
کربلا ہے صاحبانِ حق کے زخموں کی کشید
کربلا کی زندگی ہے، مستقل مرگِ یزید

یہ وہ دیوارِ صداقت ہے جو ہٹ سکتی نہیں
کربلا کی سانس تلواروں سے کٹ سکتی نہیں

نامِ حسینؑ

کس قدر آہوں کے شعلے، کتنے نالوں کے شرر

کربلا اے کربلا

تیرے لشکر صف بہ صف
تیرے غازی سر بکف

عشق تکار

تو صدائے لاتخف

تو تجلی تو حرم
تو مدینہ تو نجف

تیرے زخموں کا ہدف
سینۂ ارض و سما

کربلا اے کربلا

تو جرس تو کارواں

تو رواں ہے تو دواں
انقلابِ وقت کی
اے حدیثِ خونچکاں
ظلم کی یلغار میں
توہی اکبرؑ کی اذاں
بہرِ ناموسِ جہاں
توہی زینب کی ردا

کربلا اے کربلا

اے چراغ الہدیٰ
شانِ خاصانِ خدا
تجھ سے ہوسکتی نہیں
عظمتِ قرآں جدا

اے مناجاتِ سحر
اے اُجالوں کی دعا
تیری آوازِ بکا
صبح کی پرچم کشا

کربلا اے کربلا

تو ہی پائندہ بھی ہے
تو ہی تابندہ بھی ہے
تو فقط ماضی نہیں
تو ہی آئندہ بھی ہے

تو چراغ درد کی
تابشِ زندہ بھی ہے
مہر رخشندہ بھی ہے
تیری ہر شام عزا

کربلا اے کربلا

تیرا ہر زندہ شہید
باعثِ مرگِ یزید
اے فرات یم بہ یم
تو کہاں پایاں رسید

موج اندر موج ہے

تیرے زخموں کی کشید
زندگانی کی نوید
تیرا ہر خونیں قبا

کربلا اے کربلا

تیرے جلووں کی سند
نورِ اللہ الصمد
نقش تیرے خون سے
قُل ھواللہ اَحد

تو چمن اندر چمن
تو سبد اندر سبد
تو رہے گی تا اَبد
ہر زمانے کی صدا

کربلا اے کربلا

اے متاعِ چشمِ تر
بے کسوں کی نوحہ گر
مستجاب کارواں

اے دُعائے صد اثر

اے ستارۂ کارِ جہاں
بہرِ تقدیرِ بشر
اے ہمہ درماں نظر
اے ہم خاکِ شفا

کربلا اے کربلا

بریر خاکِ فساد
قریۂ انجم نژاد
ہر غبارِ یاس میں
اے چراغانِ مراد

اے دلیلِ آگہی
اے فضلِ حق نہاد
زندہ و پائندہ باد
ترا ہر نقشِ وفا

کربلا اے کربلا

اے علوئے نو بہ نو

اے طلوعِ ضوبہ ضو
تو شبِ تاریک میں
پھوٹتی ہے جیسے تو

روشنی در روشنی
اے مہ و انجم کی رَو
جاوداں ہے تیری لَو
اے چراغِ حق نما

کربلا اے کربلا

اے دروِ دمبدم
اے وضوئے چشم نم
کلمۂ حق کر دیا
تو نے زخموں سے رقم

تو کمالِ بندگی
ہر عبادت کی قسم
زیرِ شمشیرِ ستم
اے نمازِ بے قضا

کربلا اے کربلا

اے ستار آستاں
خواب گاہِ عاشقاں
رفتگاں کی روشنی
تابشِ آئیدگاں

تو علم اندر علم
تو نشاں بعد از نشاں
تیری جانب ہے رواں
ہر حسینی قافلہ

کربلا اے کربلا

اے نوائے حق نصاب
اے صدائے انقلاب
درس گاہ عشق میں
سرفروشی کی کتاب

کل بھی تیرے ساتھ تھا
آج بھی ہے ہم رکاب

ولولوں کا پیچ و تاب
حوصلوں کا زلزلہ

کربلا اے کربلا

اے بہارِ ہر نفس
اے شکستِ ہر قفس
تیری ہر ضربِ گراں
قاطعِ حرص و ہوس

بجلیاں تیرے لئے
اک ہجومِ خار و خس
تو شجاعت کا جرس
تو رجز خوانِ وفا

کربلا اے کربلا

ہر مژگاں نم ناک ہے
ہر گریباں چاک ہے
جن کے غم میں آج تک
گریہ افلاک ہے

وہ شہیدانِ وفا
جن کا خوں بھی پاک ہے
اُن کو تیری خاک ہے
بسترِ خوابِ بقا

کربلا اے کربلا

وہ حسینؑ ابنِ علی
وہ چراغِ دلبری
جس کے جلوؤں کا امیں
سینۂ پیغمبری

جس کی سانسیں فاطمی
جس کے بازو حیدری
وہ بخوابِ زندگی
تجھ میں ہے سویا ہوا

کربلا اے کربلا

جو ازل سے فرد ہو
تو وہ سیلِ درد ہے

ہر صدی تیرے لئے
راستے کی گرد ہے

جو بھی تیرے ساتھ ہے
وہ یقیناً مرد ہے

دستِ قاتل سرد ہے
گرم ہے تیری نوا

کربلا اے کربلا

خاک پہ انجم بکف
تو زمینوں کا شرف

تیرے خونِ گرم کا
ہر صحیفہ لاتلف

تو گہر اندر گہر
تو صدف اندر صدف

تو ستاروں کی طرف
روشنی کا راستہ

کربلا اے کربلا

گاہے حمد و نعت

گاہے حمد و نعت گاہے مرثیہ گاہے سلام

گاہے حمد و نعت گاہے مرثیہ گاہے سلام
کیا مدینہ، کیا نجف، کیا کربلا کے صبح و شام

ان کی تابانی نے بخشا ہے مجھے اوج کلام
میں حسینی، میں ترابی میں محمدؐ کا غلام

میں فرزوق کے عقیدے کی درخشانی بھی ہوں
میں ایسی بھی دبیری بھی ہوں حسانی بھی ہوں

ایک اندازِ نظر ہے، ایک اسلوبِ فن
ایک خوشبوئے معطر ہے عقیدت کا چمن

سب کے آنسو، میرے آنسو، انجمن در انجمن
ہر زباں میری زبان ہے ہر سخن میرا سخن

جسکی صدیاں گرد ہیں اس دشت کا سیاح ہوں
ان گنت ناموں سے میں شبیر کا مداح ہوں

وہ کبھی خوشبو کی صورت، دین کے گلزار میں
وہ کبھی جھنکار کی مانند ہر تلوار میں

وہ ہمہ اعجاز ہے ہر محفل اسرار میں
میں لکھوں یا اور کوئی عالم افکار میں

ہر جریدہ ہے صدا کے حق ادا کے واسطے
ہر قصیدہ ہے حسین کربلا کے واسطے

پھر مری آنکھوں میں ہے منظر بہ منظرِ کربلا

پھر مری آنکھوں میں ہے منظر بہ منظرِ کربلا
پھر رگِ جاں پر چلی خنجر بہ خنجر کربلا
پھر مرے اشکوں میں ہے گوہر بہ گوہر کربلا
تشنگی کے ساتھ ہے کوثر بہ کوثر کربلا
ہے صدی اندر صدی حق کی پیمبر کربلا
یہ علم بعد از علم لشکر بہ لشکر کربلا

کربلا یثرب بھی ہے، مکہ بھی ہے، کعبہ بھی ہے
کربلا عکسِ نجف بھی، پرتوِ اقصیٰ بھی ہے
کربلا دنیا بھی ہے اور کربلا عقبیٰ بھی ہے
کربلا میں دوش بھی امروز بھی فردا بھی ہے
سوگوارانِ حسین ابنِ علی کی جان ہے
کربلا، اسلام ہے ایمان ہے قرآن ہے

یاں کبھی حُر ہے کبھی حُرؒ کا مقدر کربلا
سب گل و برگ گلستاں پیمبر کربلا
نورِ چشم فاطمہ زینبؑ کی چادر کربلا
قاسم، و اکبرؑ سے لے کر تابہ اصغرؑ کربلا
کربلا ننھی سکینہ کے لبوں کی پیاس ہے
کربلا روحِ وفا ہے، کربلا عباسؑ ہے

کربلا ہی عابدؑ بیمار کی زنجیر بھی
کربلا ہی زینبؑ مظلوم کی تقریر بھی
کربلا صوم و صلوٰۃ و سجدہ و تکبیر بھی
کربلا انسانیت کی طے شدہ تقدیر بھی
کربلا کی سمت میں آ کر ملے گا دل کا چین
کُل جہاں اک دن پکارے گا ہمارے ہیں حسین

کربلا کے حُسن کا اعجاز اللہ الصمد
کربلا تاریخِ عالم کے لیے حق کی سند
کربلا کو ایک دن میں مل گئی عمرِ ابد
کربلا کی روشنی ہے، قل ھو اللہ احد

کربلا وہ نور ہے جس کی ضمانت ہے حسینؑ
کربلا وہ نقش ہے، جس کی صداقت ہے حسینؑ

کربلا سوزِ نفس ہے، کربلا نورِ امید
کربلا ہے سب شہیدوں کی شہادت کی نوید
کربلا ہے صاحبانِ حق کے زخموں کی کشید
کربلا کی زندگی ہے، مستقل مرگِ یزید

یہ وہ دیوارِ صداقت ہے جو مٹ سکتی نہیں
کربلا کی سانس تلواروں سے کٹ سکتی نہیں

کربلا کا وہ حسین ابن علی ہے تاجدار
جس کی شانِ خاکساری سے نگوں سرِ کوہسار
جس کے اشکوں نے بجھا دی آتشِ دوزخ شعار
جس نے اپنے تارِ جاں سے موڑ دی خنجر کی دھار

درمیانِ حق و باطل، باتجلی ضمیر
حدِ فاصل بن گئی جس کے لہو کی ہر لکیر

تو تنِ ہستی پہ ہے جو آج بھی یا دررکاب
جس کی عظمت آج بھی ہے عظمتِ انساں کا خواب

وہ وقارِ مصطفیٰؐ وہ افتخارِ بُو تراب
جس کا سینہ بن گیا آیاتِ خونیں کی کتاب

جس کا سر نیزے پہ تھا، باعظمتِ قلبِ صمیم
رحل پر رکھے ہوئے قرآن کی صورت عظیم

یہ حکومت جس پہ صدقے، وہ شہہِ عالی مقام
انفس و آفاق پر ہے فرض جس کا احترام
خود مہ و خورشید کرتے ہیں جسے جھک کر سلام
کربلا کی خاک میں سویا ہوا ہے وہ امام

خود رسالت کی اماں، جس کی امامت بن گئی
زندگی اسلام کی جس کی شہادت بن گئی

اندمالِ پُر جراحت ہے جو وہ مرہم حسینؑ
جو جہنم سرد کر دے، غم کی وہ شبنم حسینؑ
سینہ کوبانِ جہاں، گریۂ پیہم حسینؑ
جو سرِ عالم رہے گا، یاد وہ عالم حسینؑ

آج بھی جس کے علم کو سر خوشی سے چوم کر
زندگی راہِ اجل کو دیکھتی ہے جھوم کر

موت سے ڈرتے نہیں جو زندگی کا ہیں وقار
یاں محبت ہے فقط نوعِ بشر کا افتخار
کہہ رہا ہے حسین ابنِ علی کا اعتبار
ختم ہو جائیں گے سارے نفاق و انتشار
جو علاج ہر مرض ہے اس دوا کو ڈھونڈ لو
کربلا کی خاک میں، خاکِ شفا کو ڈھونڈ لو

سلام

لایا وہ رنگ خون شہیدان کربلا

لایا وہ رنگ خون شہیدان کربلا
ہر دل میں کھل اٹھا ہے گلستان کربلا

ہر شام غم ہے اسکے ہی غم میں سیاہ پوش
چاکِ سحر ہے چاک گریبان کربلا

یہ کائنات ہے کہ عزا خانۂ حسین
مہمانِ اہلِ درد ہے مہمانِ کربلا

لاریب لازوال ہے تحریر خون دل
حقا کہ اصل حق سے ہے پیمانِ کربلا

باطل کے زلزلے ہوں کہ ظلمت کی آندھیاں
ناقابلِ شکست ہے ایوان کربلا

ذرّوں سے اٹھ رہی ہے شعاعیں سوئے فلک
سورج چھپے ہیں کیا تہ دامان کربلا

سلام

شہیدوں کے لہو نے وہ دعا تحریر کر دی ہے

شہیدوں کے لہو نے وہ دعا تحریر کر دی ہے
زمین کربلا نے ہر بلا زنجیر کر دی ہے

ہمیں سورج سے کیا لینا اسکے در کے ذرے ہیں
طبیعت جس نے ذروں کے ستارہ گیر کر دی ہے

غروب اس آفتاب حق کو مانوں کس طرح جس نے
سوادِ تیرگی میں روشنی تعمیر کر دی ہے

لکیریں خون کی کھینچی ہیں حق کے جاں نثاروں نے
کہ خود لوحِ اصل پر زندگی تصویر کر دی ہے

اُسے اور شکوۂ تشنہ لبی جس نے غلاموں کو
عطا خود کوثر و تسنیم کی جاگیر کر دی ہے

کسی درویش کو ان کی طرف بڑھتے نہیں دیکھا
کچھ ایسی اس نے تاج وتخت کی تحقیر کر دی ہے

مجھے بھی صدقہ آلِ نبیؐ میں مل گئی آخر
وہ درویشی کہ جس نے کج کلاہ بسر کر دی ہے

میں شایانِ زمانہ کا قصیدہ لکھ نہیں سکتا
خدا نے میرے ذمے مدحتِ شبیرؑ کر دی ہے

حسینؑ ابن علیؑ نے کربلا کی خاک میں سو کر
مکمل خوابِ ابراہیم کی تعبیر کر دی ہے

جسے پڑھ لو تو خوفِ گمرہی باقی نہیں رہتا
وہ دستاویز اس نے خون سے تحریر کر دی ہے

زمانہ منکرِ حق ہو نہیں سکتا شہیدوں نے
کچھ اس انداز سے قرآن کی تفسیر کر دی ہے

یزید و شمر دنیا سے اماں ہے ساری دنیا کو
نیام اپنے لہو میں اس نے ہر شمشیر کر دی ہے

عقیدت

فرشتے کیوں نہیں آئے سرِ بزمِ سخن صاحب
تو کیا میں نے قصیدے میں کوئی تاخیر کر دی ہے

عشقِ حُسینؑ

ہے وِقارِ آدمی، خیر و بشر کا فیصلہ

ہے وِقارِ آدمی، خیر و بشر کا فیصلہ
تیر برسائے یہ دنیا پھول برسائے حُسینؑ

ہم حسینی آنسوؤں کی نذر دیتے ہیں ضرور
جس ہوا میں، جس فضا میں، یاد آجائے حسینؑ

حُر کی قسمت کیسے بدلی ہے، یہ دنیا دیکھ لے
کیا سے کیا ہو جائے ہے وہ جس کو اپنائے حسینؑ

اس لئے دُشنامِ دنیا بن گیا نامِ یزید
اس کو ٹھکراتا ہے حق بھی جس کو ٹھکرائے حسینؑ

بادشاہی بھی نہ لوں اس کی غلامی چھوڑ کر
مجھ کو کیا دنیا سے صہباؔ میں ہوں صہبائے حسینؑ

سلام

شہید کرب و بلاؐ مستحق ادب کا ہے

شہید کرب و بلاؐ مستحق ادب کا ہے
کہ اس کے خوں میں اجالا مہ عرب کا ہے

حسینؑ ہی کے لہو سے چلا ہے دنیا میں
یہ سلسلہ جو ستارہ گران شب کا ہے

حسینؑ ایک تجلی ہے صرف نام نہیں
کہ یہ ستارہ کسی آسماں نسب کا ہے

مجھے حسینؑ سے بیعت ہے میری سانسوں میں
بلا کا شور ہے لیکن سکوں غضب کا ہے

حسینؑ آج بھی نصرت طلب ہے دنیا میں
جواب کوئی نہیں اور سوال کب کا ہے

سن کر حسین کو محدود یوں قبیلوں میں
حسین میرا نہ تیرا حسین سب کا ہے

مسیح و خضر بھی دیتے ہیں یہ صدا صہبا
سوئے حسین فقط راستہ ادب کا ہے

جو لو لگائی شہیدِ کربلاؔ کے دامن سے

جو لو لگائی شہیدِ کربلاؔ کے دامن سے
اثر کے پھول ملے ہیں دعا کے دامن سے

وہی حسینؑ کو دامانِ مرتضٰی سے ملا
جو مرتضٰی کو ملا مصطفٰی کے دامن سے

ہوئے ہیں اہلِ حرم، دشمنِ امامِ حرمؑ
چمن کو آگ لگی ہے صبا کے دامن سے

مرے سفینۂ دل کا سکوں ہے وابستہ
خدا کے بعد اسی ناخدا کے دامن سے

کہاں زوال ہے ممکن کہ عظمتِ اسلام
لپٹ گئی ہے شہیدِ کربلا کے دامن سے

کمی خزانۂ آلِ نبی میں کوئی نہیں
بہشت مانگو تو دیدیں اٹھا کے دامن سے

قریب آیا تھا کوئی جو دے گیا یہ سلام
شبِ سخن میں ستارے گرا کے دامن سے

ہم اہلِ درد خدائی کے مول بھی صہبا
جدا نہ ہوں گے شہیدِ کربلا کے دامن سے

عابدِ بیمار

جب جہاں سے ہو چکے رخصت شہیدانِ وفا

جب جہاں سے ہو چکے رخصت شہیدانِ وفا
جب زمینِ صبر کو تھرا چکا ہر زلزلہ

تو بعد رنج و مصیبت تو بعد آہ و بکا
کربلا کے بعد بھی برپا ہوئی اک کربلا

لاشہ ہائے پاک پر گھوڑوں کو دوڑایا گیا
پارۂ قرآن کو پیروں سے ٹھکرایا گیا

ظلمت شامِ غریباں کو بھی جھلسایا گیا
خیمہ ہائے شاہ میں شعلوں کو بھڑکایا گیا

حرمتِ آلِ نبی کو خوب شرمایا گیا
کھینچ کر سر سے ردائیں، حق کو تڑپایا گیا

کون سے وہ ظلم تھے جو ظلم نے توڑے نہیں
کان میں ننھی سکینہ کے گہر چھوڑے نہیں

زرد جس کو کردیا تھا خود پدر کے ہجر نے
اس رخِ معصوم پر مارے طمانچے شمر نے

یا چچا ننھی سکینہ نے کہا جب یاس میں
روحِ غیرت تھرتھرائی لاشۂ عباس میں

کیا مدد کرتے غبارِ مرگ میں کھوئے ہوئے
سب محافظ تھے اجل کی گود میں سوئے ہوئے

بے سہارا بے کسوں پر ہر ستم ڈھایا گیا
ہو چکا آخرش بیمار بھی بستر سے اٹھوایا گیا

تا کہ اس مظلوم کے سر کو ظالم کاٹ لیں
آخری سورج کی کرنیں بھی اندھیرے چاٹ لیں

اس سے پہلے رشتۂ جاں توڑ دے اک نابکار
حضرت زینبؑ نے بڑھ کر روک لی خنجر کی دھار

اور فرمایا! لیٹروں اب تو منہ کو موڑ لو
اک دیا تو اس اندھیرے گھر میں جلتا چھوڑ دو

قطع کیوں کرتے ہو آخر نسل کو شبیر کی
آخری ہے یہ تجلی نعرۂ تکبیر کی

گر یہ صورت بھی مٹا دو گے خدا کے نور کی
حشر تک ظلمت نہ جائیگی شب عاشور کی

خشک ہو جائے گا دریا رحمت و برکات کا
ختم کر دو گے اگر یہ سلسلہ سادات کا

سر بہتر دے چکے ہیں دین کی عظمت کے لئے
اس کو جینا ہے مگر کار امامت کے لئے

حشر کر دے گا برابر ہر بلند و پست کو
اب بری نظروں سے دیکھا گر امام وقت کو

بنت حیدرؑ کی صدائے نور میں تھا وہ جلال
چل دیئے ظالم بھلا کر قتل کرنے کا خیال

ہاں مگر نام حسینی اس طرح بخشا گیا
عابد بیمار کو فولاد میں جکڑا گیا

جن کی ساری رات گذری آنسوؤں کے درمیان
صبح ہوتے یوں چلا ان بے کسوں کا کارواں

فرطِ غم سے آ رہی تھیں ہچکیوں پر ہچکیاں
بال بکھرائیں تھیں رُخ پر بے ردا شہزادیاں

چھن چکا تھا جسم جن کا کٹ چکے تھے جن کے ہاتھ
ان شہیدانِ وفا کے سر تھے اب بھی ساتھ ساتھ

بے کسوں کے دل پھٹے جاتے تھے جب اک حد سے
آسماں نے یہ بھی دیکھا اک نگاہ درد سے

کاروان درد کا وہ قافلہ سالار تھا
جو نحیف و زار تھا جو خستہ و بیمار تھا

لڑکھڑاتے تھے قدم وہ بیڑیوں کا بار تھا
سانس لینا طوق میں جس کے لئے دشوار تھا

اس کے دل سے کہہ رہا تھا، اس کی غیرت کا جنون
موت مجھ پر آ پڑے یا موت پر میں جا پڑوں

اس امامِ وقت کی، اس عابدِ بیمار کی
غم میں بھی وہ شان تھی اس عزم کے کہسار کی

یوں لگا جیسے شہادت گاہ ایماں کے قریب
کوئی عیسیٰ اپنے شانوں پر اٹھائے ہو صلیب

یوں لگا جیسے کوئی موسیٰ سرِ امواجِ نیل
لشکرِ فرعون کے غرقابیوں کی ہو دلیل

یوں لگا، ریگِ تپاں کے شعلۂ بے دود میں
جیسے ابراہیم کوئی آتشِ نمرود میں

یوسفانِ گم شدہ کے غم نگاہِ صبر میں
صورتِ ایوبؑ پھر بھی صبر زارِ صبر میں

ریگِ صحرا میں عجب طوفان تھا آلام کا
نوح پھر بھی مطمئن تھا، کشتیِ اسلام کا

عقیدت

طوق تھا زیب گلو، مشکل سے خم ہوتا تھا سر
ایک سجدے کی بھی مہلت، کب میسر تھی مگر

شکر سے غافل نہیں تھی منزلیں بے داد کی
بیڑیاں سجدہ کناں تھی سید سجاد کی

ہر مصیبت، ہر بلا پر مسکرایا جس کا عشق
یہ وہی مظلوم حق ہے کربلا سے تا دمشق

ہر قیامت جس نے دیکھی زلزلہ در زلزلہ
کربلاؤں سے جو گزرا، کربلا در کربلا

صورت شبیر جس نے کفر کی طاعت نہ کی
سر ہتھیلی پر رکھا پر ظلم کی بیعت نہ کی

بعد آزادی بھی کب غم سے رہائی مل سکی
اک تبسم کی کلی بھی کب لبوں پر کھل سکی

کس کو اندازہ بھلا اس کے دل رنجور کا
جس کی ساری زندگی ایک یوم تھی عاشور کا

زندگی درکار تھی کب عیش وعشرت کے لئے
صرف وہ زندہ رہا کار امامت کے لئے

داغ باطل، دامن حق سے مٹانے کے لئے
چہرہ اسلام کو پھر جگمگانے کے لئے

دہر کو قرآن کے معنی بتانے کے لئے
ملت اسلامیہ کو بخشوانے کے لئے

اس قدر سانسیں نہیں لیں آج تک زہد نے
جس قدر سجدے کیے ہیں سید سجاد نے

کوئی مانے یا نہ مانے یہ حقیقت ہے مگر
آج بھی اس کی گواہی دے رہی ہے ہر سحر

کشتۂ آلام سے عظمت ملی اسلام کو
عابد بیمار سے صحت ملی اسلام کو

قطعات و رباعیات

وقت ہوا جاتا ہے مولا، ساعت ساعت! کم ہے کم
مجھکو عمر خضرؑ عطا ہو، ہر مدحت کم ہے کم،
میری اک اک سانس قصیدہ بن کے اترے کاغذ پر
مجھکو بھی سرکار عطا ہو، اتنی مہلت کم ہے کم

..........o..........

عمر بھر رخ نہ کیا پھر کسی محفل کی طرف
اس طرح سلسلۂ بادہ کشی چھوڑ دیا،
میں نے جو بارہویں ساقی سے سر بزم والا
آخری جام پیا، پی کے وہیں توڑ دیا،

..........o..........

وہ لحہ فراق میں مسیح موعود
وہ کعبۂ ایماں میں خلیل موجود
نہ اور پس پردۂ غیبت پنہاں
وہ اور قیامت کی حدوں میں محدود

..........o..........

سر آپ کے قدموں میں جھکا بھی نہ سکوں
جاں شرط ہے تو جان سے جا بھی نہ سکا
سرکار چلے آئیے ورنہ بے حجاب
محشر تو نہیں ہے کہ اٹھا بھی نہ سکوں

............o............

بدلا ہے نہ بدلے گا طریقہ میرا
بخشش کا وہ تحفہ ہے عقیدہ میرا
لے جائے گی خود کوثریں موجیں ان تک
اشکوں نے لکھا ہے جو عریضہ میرا

............o............

سرکار کی آمد پہ جلاتے ہیں چراغ
موجوں کے سفینوں پہ بہاتے ہیں چراغ
??? میں اجالوں کے صحیفے ہم پہ
ہم لوگ تو سورج کو دکھاتے ہیں چراغ

............o............

قطعات

حضرت ابو طالبؑ کی شانِ اقدس

بنِ کفر سامانی رسالت ہو نہیں سکتی
گماں کے صلب سے پیدا امامت ہو نہیں سکتی
ارے دنیا تو دنیا ہے سرِ عقبیٰ بھی اے صہباؔ!
ابو طالب نہ ہوں جس میں وہ جنت ہو نہیں سکتی

............o............

نبی کے گھر کی صداقت بدل نہیں سکتی
یہ روشنی یہ سیاست بدل نہیں سکتی
ملوکیت میں خلافت بدل گئی لیکن
ملوکیت میں امامت بدل نہیں سکتی

............o............

وقت ہوا جاتا ہے مولا ساعت ساعت کم سے کم
مجھکو عمر خضر عطا ہو بہر مدحت کم سے کم
مری اک اک سانس قصیدہ بن کر اترے کاغذ پر
مجھکو بھی سرکار عطا ہو اتنی مہلت کم سے کم

............o............

کسی قصر امیر شام سے رشتہ نہیں میرا
مجھے اس نے عطا سورج کی وہ جاگیر کردی ہے
میں شاہان زمانہ کا قصیدہ لکھ نہیں سکتا
خدا نے میرے ذمے مدحت شبیر کردی ہے

............o............

نصیب ہے سر دنیا ہمیں دوام علی
ہمارے دیدہ و دل میں ہے احترام علی
خرید سکتا نہیں ہم کو مصر کا بازار
غلام ہم بھی ہیں لوگوں مگر غلام علی

............o............

مرثیہ

لفظ، علم، زندگی

جب خلا میں تیرتے تھے، اَن لکھے خوابوں کے نام
جب عدم میں کچھ نہیں تھا تو خوشی کا پیام
لفظ کا محتاج تھا اور لفظ تھا وہ کلام
جسکی جنبش ''کن'' بنی تو بن گئی دنیا تمام
زندگی تو زندگی ہے موت بھی نایاب تھی
ایک لفظِ کن نہ ہوتا تو خُدائی خواب تھی

جب زمین و آسماں تخلیق فرمائے گئے
سب سے پہلے اِسم ہی آدم کو سکھلائے گئے
سب سے پہلے اس زمیں پر لفظ برسائے گئے
پھر کہیں دشت و دمن پھولوں سے مہکائے گئے
عالمِ صَوت و صدا پر چھا گیا سحرِ حسیں
لفظ کے افسوں سے گویا ہو گئی گونگی زمیں

جشنِ آدمؑ جب بپا تھا، بر سرِ دشت و دمن
کچھ لکیریں ڈھالنے میں گم تھی ہر شاخِ چمن
درمیانِ آب و خاک و برق و بادِ نغمہ زن
حرف، آوازوں کے سنگم پر تھے مصروفِ سخن
روحِ آدمؑ نے جگایا اس طرح وجدان کو
حرف بھی، لوح و قلم بھی مل گئے انسان کو

حرف کیا ہیں، نغمگی ہیں، چشمۂ ہر سنگ کی
حرف کیا ہیں، ایک صوتی شکل ہیں، ہر رنگ کی
اک صدا بندی ہیں، برق و باد کے آہنگ کی
گفتگو ہیں، ہر لسانِ غیب سے فرہنگ کی
حرف ہی کنزِ خفی ہیں، حرف ہی رمزِ جلی
ہے الف اللہ کا تو بائے بسم اللہ علی

م سے اسمِ محمدؐ، منصب ختمِ رُسُلؐ،
ح سے حق ہے اور حق ہے، حق شناسِ برگ وگل
م سے مولا علیؑ ہے، مالک و مولائے کُل
د سے ہے دولتِ دامانِ دانائے سُبل
حرف ہی صورت گری ہیں، اُسوۂ مسنون کی
حرف ہی تشکیل ہیں، فرمانِ کاف و نون کی

حرف کے اعداد، ابجد کا، حساب مُعتبر
کاتبِ تقدیر کے جملہ اشاروں کی خبر
سایۂ گردونِ گرداں میں ستاروں کا سفر
حرف ہی علمِ لدُنّی، حرف ہی علمِ جفر
ہاں مگر اس علم کو، فہمِ امامت چاہیے
صادقِؑ آلِ محمدؐ کی صداقت چاہیے

اِستخارہ، فال، خاکہ، زائچہ، جفر و رمل
مُشتری، زُہرہ، عطارد، مہر و مریخ و زُحل
جُملہ اجرامِ فلک میں، حرکت و ردّ و بدل
حرف ہیں یا انفس و آفاق کی فردِ عمل
کیا لکیروں کی طرح، ہر ہاتھ میں مرقوم ہے
جو ستاروں کو نہیں، وہ حرف کو معلوم ہے

حرف میں، ڈھلنے لگا، جب عالمِ وہم و یقیں
آسماں سے رنگ برسے، بر سرِ فرشِ زمیں
دودھیا، نیلے، گلابی، ارغوانی، آتشیں
کچھ سفیدی، کچھ سیاہی تھی، جہاں گوشہ نشیں
یوں ازل کو جگمگایا، زندگی کے روپ نے
لفظ کے سورج کو دیکھا، آگہی کی دھوپ نے

خامشی کے ساز میں، کیفِ ترنّم آگیا
جب عناصر کے لبوں پر اک تبسّم آگیا
بے زباں روحِ مظاہر کو تکلّم آگیا
آدمی کے عجز میں، رنگِ تحکّم آگیا
لفظ خود ہی مجتمع، فرہنگِ عالم نے کیے
دستخط، میثاقِ آب وگل پہ آدمؑ نے کیے

آبشاروں نے جگائے، اسطرح نغماتِ سنگ
یوں دلِ آدمؑ کی دھڑکن بن گئے، جھرنوں کے چنگ
یوں وجودِ زن سے چھائے عالمِ امکاں پہ رنگ
آنکھ مل کر، جاگ اٹھے، کیا ترانے، کیا ترنگ
دن، رُخِ روشن کا غازہ، شام کا حجل بن گئی
سات رنگوں کی دھنک، حوّاؑ کا آنچل بن گئی

آدمؑ و حوّا، جہاں پہلو بہ پہلو تھے رواں،
امرِ ربّ کی روشنی میں، ان کے قدموں کے نشاں
لکھ رہے تھے زندگی کی داستان زرفشاں
حَرف اندر حرف، بنتی جا رہی تھی کہکشاں
جب ازل کو مل گئے، صُبحِ ازل کے نغمہ ساز
ہو گئیں دوشِ غزل پر، لفظ کی زُلفیں دراز

لفظ ہیرے، لفظ موتی، لفظ شبنم، لفظ آگ
لفظ بربط، لفظ نغمے، لفظ سُر ہیں، لفظ راگ
لفظ ہی کہتے ہیں سو جا، لفظ ہی کہتے ہیں جاگ
لفظ ہی کے ہاتھ میں ہے، عالمِ امکاں کی باگ
جب بھی چاہیں، رشتۂ نُطق و بیاں کو توڑ دیں
جس طرف بھی چاہیں، یہ دنیا کے رخ کو موڑ دیں

آدمی اندھا ہے گر رکھتا ہے، لفظوں کا نُور
آدمی بہرا ہے گر سنتا نہیں لحنِ زبور
لفظ ہی کی نغمگی سے چہچہاتے ہیں طیور
ہے سکوتِ لاشعوری، زمزمہ سازِ شعور
پھول کھلتے ہی نہیں، وحیِ تبسّم کے بغیر
دو جہاں گونگے ہیں، وجدانِ تکلّم کے بغیر

لفظ ہی لوح و قلم ہیں، لفظ ہی میزان ہیں
لفظ ہی عرفان ہیں، وجدان ہیں، ایقان ہیں
لفظ ہی ادراک ہیں، الہام ہیں، ایمان ہیں
لفظ ہی توریت ہیں، انجیل ہیں، قرآن ہیں
عرش سے تا فرش، پیغامِ نبوّت لفظ میں
ہم تو کیا نُطقِ الٰہی کی ضرورت لفظ میں

لفظ ہی کی روشنی سے، جگمگاتے ہیں دماغ
لفظ ہی کی تشنگی میں، علم و معنیٰ کے ایاغ
لفظ ہی کا اضطرابِ مستقل، روح فراغ
لفظ ہی کے غار میں، فکرِ محمدؐ کے چراغ
لفظ کے گہرے سمندر کا سفینہ ہیں رسولؐ
لفظ ہی کی تابنا کی کا مدینہ ہیں رسولؐ

ایسے عالم میں کہ جب، بارانِ رحمت ہو شروع،
ہو زمیں مشغولِ سجدہ، آسماں، محوِ رکوع،
جب ستارے کر رہے ہوں، خاک کی جانب رجوع
صاحبانِ علم پر یوں لفظ ہوتے ہیں طلوع
ڈوب جائے جیسے اقصیٰ کے اجالوں میں نظر
جیسے طلوع ہو رہی ہو، صحن کعبہ میں سحر

لفظ ہی نے بولہب کے ہاتھ کر ڈالے فگار
لفظ ہی بوجہل کے سر پر صداقت کا ہے وار
لفظ ہی خیبر شکن ہے، لفظ ہی باطل شکار
لفظ ہی نطقِ علیؑ، بن جائے تو ہے ذوالفقار
سارے عالم پر شرف، اِسکو اِسی قدرت سے ہے
آدمی سُلطانِ عالم، لفظ کی قوت سے ہے

لفظ ہی سے چہرۂ افکار پر آتا ہے رنگ،
لفظ ہی طوق وسلاسل، لفظ ہی طاؤس وچنگ
لفظ ہی پھولوں کی بارش، لفظ ہی بارانِ سنگ
لفظ ہی سے صاحبانِ فکر کی رہتی ہے جنگ
صرف عالِم ہی نہیں ہے، صاحبِ عالَم ہے وہ
لفظ سے جو جیت جائے، فاتحِ اعظم ہے وہ

کاروانِ علم و دانش کے لئے بانگِ درا
بارشِ وحیِ الٰہی، تابشِ غارِ حرا
لفظ ہی کی ابتداء ہے، لفظ ہی کی انتہا
ربّ کا حکمِ اوّلیں، ''اقراء بہ اسمِ ربکّ!''
آج تک جس کا بِسرِ دنیا نہیں کوئی جواب
اُس شہنہ معراج کی معراج ہے، اُمّ الکتاب

لفظ ہیں نادِ علیؑ تو لفظ تسبیحِ بتولؑ
لفظ ہی، دستِ دعا ہیں، لفظ ہی بابِ قبول
گو حصولِ رزق بھی ہے، اہلِ دُنیا کا اصُول
عشق کہتا ہے مگر، اے خواہشِ قُربِ رسولؐ
دیدہ و دل کو شناسائے جمالِ اسم کر
ہر دعائے رزق سے پہلے، دعائے علم کر

خواہشِ نان ونمک، دستورِ دنیا ہی سہی
سحرِ ناؤ ونوش ہے، منجملۂ دامِ شہی
بادۂ ہر خوشۂ زر ہے، کشیدِ گم رہی
حاصلِ ہر لقمہ باطل ہے مرگِ آگہی
اسلئے آلِ نبیؐ کے در سے وابستہ ہیں ہم
جن سے پروردہ ہے دُنیا، علم پروردہ ہیں ہم

علم پیہم جستجو ہے، عالمِ مامون کی،
کیا دلِ زندہ کو حاجت، دولتِ مدفون کی
لعل وگوہر میں چمک ہے، مفلسوں کے خون کی
درہم ودینار تو، میراث ہیں قارون کی
صاحبانِ علم کو، وہ ضمیرِ دانش چاہیے
جس میں سکوں کی نہیں، لفظوں کی بارش چاہیے

گو ابھی تک، منّ و سلویٰ میں یہ دنیا ہے مگن
وہ جہاں نانِ جویں ہے، قوتِ خیبر شکن
وہ جہاں لازم نہیں ہے، لذتِ کام و دہن
ایک دُنیا اور بھی ہے، حبِ فقرِ پنجتن
وہ جہاں، دل جھومتے ہیں، ہر نزولِ اسم پہ
لفظ اُترتے ہیں مثالِ رزق، اہلِ علم پہ

وہ پسینے کو گہر کر دے، وہ مُزدِ ماہ و سال
جسکی قوت زندگی ہے، جسکی تابانی جمال
اہلِ حق کی پیروی ہے، جس کی عظمت کی مثال
صرف محنت ہی عطا کرتی ہے وہ رزقِ حلال
گلہ بانی ہو تجارت کہ تعمیرِ حرم
صرف محنت ہے اصولِ، انبیائے محترم

خونِ دہقاں کا ثمر ہیں، دشتِ محنت کے گلاب
چہرۂ مزدور ہے وہ یہ آیۂ ایماں نصاب
چومتے ہیں جسکی کرنوں کو نجوم و ماہتاب
آج بھی آواز دیتا ہے یہ فقرِ بوترابؑ
اسقدر محنت کا ہے دینِ بشر میں احترام
جو پسینے میں نہ بھیگی ہو وہ روٹی ہے حرام

مالِ بیت المال بھی، ذاتی خزانہ تو نہیں
یہ خزانہ ہر تعیش کا بہانہ تو نہیں
مُفلسوں کے حق پہ جبرِ غاصبانہ تو نہیں
ہر دیانت، اک صداقت ہے، فسانہ تو نہیں
"گنج باد آورد"، محنت کے خزانے میں کہاں
رزقِ ناحق، اہلِ حق کے آستانے میں کہاں

یہ اگر احسان، خوانِ بادشاہت کا نہیں
اس میں گر امکان، ظالم کی اطاعت کا نہیں
ایک لقمہ بھی اگر، اس میں خیانت کا نہیں
آدمی کو کوئی حق، کفرانِ نعمت کا نہیں
شہد، شیریں ہے، جو زیرِ جبر کا حاصل نہ ہو
رزق برحق ہے اگر، پروردۂ باطل نہ ہو

اِتصال آب و گِل ہے، زندگی کا ہر خمیر
پھونکتا ہے روح اپنی، جس میں خود ربِّ قدیر
بطنِ مادر میں کوئی صورت ہو جب صورت پذیر
پھوٹتی ہے، چشمۂ رزاقیت سے جوئے شیر
اس سے پہلے زندگی ہو، آشنائے رمزِ عشق
ماں کے سینے میں اُتر آتا ہے بچے کا رزق

ہاں خدا کا شکر ہے، یہ آسماں آزاد ہے
ماہ و انجم کی فضا میں، کہکشاں آزاد ہے
اس فضا میں، ہر سحابِ زرفشاں آزاد ہے
قید ہیں گلشن، ہوائے گل نشاں آزاد ہے
کوئی سورج بیچتا تو ٹوٹ پڑتے یہ امیر
دھوپ بھی سوداگروں کے ہاتھ میں ہوتی اسیر،

کاش دنیا جان سکتی، شان شکر و صبر کی
کاش دنیا قدر کرتی، صاحبانِ فقر کی
قتل و خوں کی بارشیں، وحشت ہیں، ظلم و جبر کی
بے کسوں کی ہڈیاں، بنیاد ہیں ہر قصر کی
ظالم و مظلوم کی دنیا میں جو تشکیل ہے
حرف کی توہین ہے یا علم کی تذلیل ہے

نوحؑ کی کشتی کے بن جاتے ہیں خود طوفاں کفیل
راستہ فرعون کو دیتا نہیں، سیلابِ نیل
آتشِ نمرود ہے، مردودِ گلزارِ خلیلؑ
جنتِ شداد ہے، دوزخ کے شعلوں کی دلیل
کیوں تضادِ حق و باطل ہے نہ دنیا محیط
جانتا ہے، مسندِ ارشاد کا علمِ بسیط

جہل جب چھایا ہُوا تھا، بن کے طاقت چار سو
کربلا کے دشت میں تھی، علم ہی کی جستجو
علم ہی تھا، بے کسانِ رنج و غم کی آبرو
علم ہی کی گونج ہے، کون و مکاں میں چار سُو
علم پیغامِ شہادت، علم پیغامِ حُسینؑ
صاحبانِ علم کو، محبوب ہے نامِ حُسینؑ

صاحبانِ علم سے قائم ہے عظمت علم کی
دولتِ نوعِ بشر ہے، صرف دولت علم کی
ہر امانت علم کی ہے، ہر نبوت علم کی
کب جہالت کو گوارا ہے، حکومت علم کی
اس لئے اس نے کیا تھا، علمِ ایماں کو شہید
دہر میں بوجہل کا اک دوسرا رخ تھا یزید

علم کی تابندگی ہے، علم کا جوہر حسینؑ
حرب و ضربِ زندگی میں، علم کا لشکر حسینؑ
ظلمتِ حرص و ہوس میں، علم کا محور حسینؑ
یہ سبق دے کر گیا ہے، علم کا پیکر حسینؑ
آدمیت کا سفینہ خون میں کھلنا ہے
علم جاں دینا تو ہے پر علم جاں لینا نہیں

اک طرف کوفے کے لشکر، اک طرف افواجِ شام
گھر چکا ہے، نرغۂ شب میں، اُجالوں کا امام
گردنوں کو چھو رہی ہے، ایک تیغِ بے نیاز
تین دن کی پیاس میں، اک بوند پانی ہے حرام
ساغرِ زر، چاہتا ہے، خونِ ایماں کی کشید
علم سے بیعت طلب ہے، ظلمتِ تاجِ یزید

کربلا میں آخری شب ہے، شہنہ ابرار کی
کم ہوئی جاتی ہے مُہلت، بارشِ انوار کی
وقت سانسیں گن رہا ہے، ثابت وسیار کی
اس سے پہلے کچھ خبر ہو، صُبح کے آثار کی
نصف شب کی خامشی میں بعد تسبیح و دُرود
ہر ستارہ تھا زمینِ نور کا محوِ سجود

اس تجلی سے الگ دو سایۂ افواجِ شام
شمر و ابنِ سعد جیسے، سب جہنم کے غلام
گم تھے گہری نیند میں پی کر کے دوزخ کے جام
ہاں مگر اس تیرگی میں کون ہے محوِ خرام
سوچ میں ہے کون یہ دیوانۂ دشتِ شبی
چاند کے ماتھے پہ کتنی گرد باقی ہے ابھی

آ رہا ہے کس کو اپنی روسیاہی کا خیال
کون ہے جو کر رہا ہے، دشتِ امکاں سے سوال
کس طرح عمرِ ابد ہے، کس طرف مرگِ زوال
کون ہے جنت کا حامل، کون ہے دوزخ مآل
کون خود سے جنگ کرتا ہے بہادر کے سوا
کربلا کہتی ہے یہ کوئی نہیں حُرّ کے سوا

پھر رہا ہے نجف، شبِ وحشت زدہ میں، بے قرار
پوچھتا ہے کربلا کے دشت سے وہ اشکبار
ہائے یہ طوفانِ ظلمت، ہائے یہ گرد و غبار
ہائے کتنا فاصلہ ہے، درمیانِ نُور و نار
میں کدھر ہوں، وہ کدھر ہے، جس طرف ہے زندگی
ہائے یہ قاتل اندھیرے، ہائے وہ تابندگی

کیسے آنکھوں میں سجاؤں، سرمۂ خاکِ نجف،
کسطرح حاصل کروں، حق کی غلامی کا شرف
ہر طرف سے بڑھ رہی ہیں ظلمتیں میری طرف
آج میری روح ہے، خود اپنے تیروں کا ہدف
ایک احساسِ ملالِ بیکراں ہے اور میں
فاطمہؑ زہرا کی آوازِ فغاں ہے اور میں

کیا محمد مصطفیٰؐ کو حشر میں دوں گا جواب،
عمرِ دو روزہ کی خاطر، کیوں خریدے یہ عذاب
کیسے عاصی پر کھلینگے، توبہ و بخشش کے باب
کون ہے جو کر رہا ہے آسمانوں سے خطاب
کون ہے کس کی صدا، احکامِ بالا کی طرح
سُن رہا ہوں، خطبۂ نہج البلاغہ کی طرح

کربلا میں جب ہُوا، صبحِ شہادت کا ظہور
جسطرح ظلمت سے نکلے، طالبِ اِقصائے نُور
روشنی کی سمت لپکا، حُر بھی مثلِ طور
شاہؑ کے قدموں میں سر رکھ کر، میرے حضورؑ!
دین بہتر ہے کہ دنیا وزن کر آیا ہوں میں
خاک میں عُمرِ گذشتہ، دفن کر آیا ہوں میں

جس طرح لات وہبل کو توڑ دے حق کی سِناں
اس طرح اُتری ہے میرے دل میں اکبرؑ کی اذاں
معنیٔ اللہ اکبر، اب ہوئے مجھ پر عیاں
آج ہی مجھ پر کھلا ہے زندگی بھر کا زیاں
آج سورج نے بتایا، صبح کے لمحات میں
میری ساری عمر گذری ہے اندھیری رات میں

اک طرف تقدیسِ کعبہ، اک طرف باطل کے تیر
اک طرف شر کے خزانے، اک طرف خیرِ کثیر
اک طرف تاجِ شہی تھا، اک طرف میرا ضمیر
میں ابھی تک، خیر وشر کی کشمکش میں تھا اسیر
حُر، یزیدی فوج میں، دل آپ کی طاعت میں تھا
میں کبھی دوزخ میں آقا، اور کبھی جنت میں تھا

آپ کو مقتل میں لایا، میں شکار گمرہی
ہر قدم گھیرے رہی مجھکو، ہوس کی تیرگی
باخدا، پھر بھی مری خواہش تھی، یا سبطِ نبیؐ
کاش مل جائے کسی صورت یہ محشر کی گھڑی

حق ہے جنت کی ہوا، یہ شُعلہ خُو مانے نہیں
میں نے چاہا تو بہت، پر یہ عدو مانے نہیں

چھوڑ آیا ہر ولایت، حق کے والی کے لئے
آپ کے دامان رحمت میں تلافی کے لئے
کیا کوئی گوشہ ہے باقی، مجھ سے عاصی کے لئے
سر بکف آیا ہوں آقا، میں معافی کے لئے

اس قدر، اذنِ شہادت کے لئے پُر جوش ہوں
حُر، ذرہ پہنے ہوئے ہے، میں کفن بردوش ہوں

شاہ بولے مسکرا کر، میرے حُر خوش آمدید
تو ہجومِ یاس میں ہے، کامرانی کی نوید،
تو طمانچہ حق پرستی کا ہے، بر روئے یزید
تو غرورِ زندگی ہے، اے شہیدوں کے شہید
تاابد اب تو رہے گا، منزلِ حق کی دلیل
توڑ ڈالی ایک پل میں تو نے صدیوں کی فصیل

زیب دیتا ہے تجھے، اہلِ وفا کا احترام
اُس قبیلے کو مُبارک، تیری اُس ماں کو سلام
بندۂ آزاد، جس نے حُر رکھا ہے تیرا نام
بے کسوں کے حق کے حامی، اے مددگارِ امامؑ
کوفیانِ بے وفا کے زخم کا مرہم ہے تُو
آج سے عباسؑ ہے، عباس کا پرچم ہے تو

اے محمدؐ کے ہدایت یافتہ، حق کے وکیل
کل ہمہ ظلمت تھا لیکن، اب ہے سورج کا کفیل
تو ہمارے معجزاتِ حق کی ہے طرف دلیل
آگ ہو گلزار تجھ پر، کربلا کے اے خلیلؑ
ظلمتِ دیروز سے، چمکے گا یوں فردا میں تو
نار سے آیا ہے، جیسے نور کی دنیا میں تو

مَوت میں جلدی نہ کر، اے دشتِ غیرت کے غزال
آ مرے سینے سے لگ جا، اے شجیعِ بے مثال
کیا کریں تیری تواضع، کیا کریں تیرا خیال
آہ کیسے وقت میں آیا ہے تو، اے خوش خِصال
جب ہمیں غُربت میں، تابِ میزبانی بھی نہیں
جب ہمارے خشک مشکیزوں میں پانی بھی نہیں

ہاں مُبارک، بے کسوں کی، یہ رفاقت ہو تجھے
ہاں مُبارک یہ شہادت کی، سعادت ہو تجھے
ہاں مُبارک، زندگی کی، بادشاہت ہو تجھے
میرے مہماں، میری جانب سے بشارت ہو تجھے
سرفروشوں کے لئے، سرتاج ہے یا عُقبیٰ کا تو
خلد مہمان ہوگا، فاطمہ زہراؑ کا تُو

تو خیامِ جبر کا، اس خاک پر، ناصب نہیں
جا کہ اب تو ظلم کے دربار کا حاجب نہیں
جا کہ تجھ پر، پُرسشِ روزِ جزا واجب نہیں
جا کہ تو آزاد ہے، ظالم نہیں، غاصب نہیں
جا کہ ہر توبہ کا دروازہ ہے وا تیرے لئے
خُلد میں بیتاب ہیں خود مصطفیٰؐ تیرے لئے

اس لئے تیری جدائی کر رہے ہیں ہم قبول
تیز گامانِ شہادت میں تجھے سمجھیں بتولؑ
باری باری خاک ہوں گے گلشنِ زہراؑ کے پھول
آ ملیں گے جلد تجھ سے، اے سفیرِ حق اصول
شام تک کچھ ساعتیں ہیں، رنج وماتم
خُلد میں تیار رہنا، خیر مقدم کے لیے

جب اجازت مل گئی تو نُحرّ رجز خوانی کے ساتھ
جانبِ مقتل بڑھا، اک شعلہ سامانی کے ساتھ
اسطرح باطل پہ ٹوٹا، جوشِ ایمانی کے ساتھ
جیسے باغی کھیلتے ہیں، تاجِ سلطانی کے ساتھ
انقلابِ عشق کے طوفان، وہ تیور میں تھے
افسر و اورنگ و تخت و تاج سب ٹھوکر میں تھے

جسطرف غازی بڑھا، لشکر کا لشکر کٹ گیا
جسطرف یہ نور لپکا، ہر اندھیرا چھٹ گیا
جو بھی آیا سامنے وہ کٹ گیا، یا ہٹ گیا
کاسئی کی صورت ہر اک کہار خود ہی پھٹ گیا
رخ نہیں کرتے تھے بزدل، یوں بہادر کی طرف
دین بھی حرؑ کی طرف تھا، موت بھی حر کی طرف

حرؑ یہ کہتے تھے کہاں ہیں ظالموں کے طبل و چنگ
کون ہے جو چھین لے، میری رجز خوانی کا ڈھنگ
ہے مرے شانوں کی زینت وہ قبائے شعلہ رنگ
میں کفن بردوش آیا ہوں، سر میدانِ جنگ
جان میں نے بیچ دی ہے، ربِ اکبر کے لئے
غرق ہونا ہے لہو میں غسلِ کوثر کے لئے

میں وہی نخّا ہوں جسے درِ نجف کہتے ہیں لوگ
میں وہی نخّا ہوں جسے حق کا شرف کہتے ہیں لوگ
لہجۂ برق و شرر ہیں سربکف کہتے ہیں لوگ
نام کو میرے شجاعت کا حلف کہتے ہیں لوگ
میرے قدموں کی دھمک کے کانپتے ہیں کوہسار
شیر میرا نام سن کر چھوڑ دیتے ہیں کچھار

اے محمدؐ مصطفیٰ کی ذریت کے قاتلو
تا قیامت، نارِ دوزخ میں جلو گے کافرو
اے زمیں پر مسلکِ لات و ہبل کے حاملو
صرف میری روح تم سے لڑ رہی ہے کافرو
دل پہ جو بھی گردِ دنیا تھی، خوشی جھاڑ دی
میں نے اپنی لاش خود برہوس میں گاڑ دی

شمرو ابنِ سعد ہوں یا اور کوئی شعلہ کار
آئے میرے سامنے جو لڑ کے مردانہ وار
سن رہا ہے عشق میرا درمیان کارزار
لافتیٰ الا علی، لاسیف الا ذوالفقار

اسلئے سینہ سپر ہوں ابن حیدرؑ کے لئے
یا علی کہہ کہ چلا ہوں فتح خیبر کے لئے

ہر طرف سے حُر کو گھیرے تھے ہزاروں اشقیاء
ناگہاں اک تیر جو غازی کے گھوڑے کو لگا
تو جری یکبار لہرا کر، زمیں پر گر پڑا
پھر زمیں سے اٹھ کے، جان سربلندی نے کہا

سربلندی کا تعلق، پشتِ ابلق سے نہیں
صرف گھوڑے سے گرا ہوں، منصبِ حق سے نہیں

دیر تک، مردِ جری نے پاپیادہ جنگ کی
خاک تھرانے لگی یوں بے تحاشہ جنگ کی
اسطرح اِس شیر نے لاکھوں سے تنہا جنگ کی
کب کہیں دنیا نے دیکھی، ایسی دنیا جنگ کی
غازیوں کی ٹھوکروں میں، تخت بھی ہیں تاج بھی
حُریت اعزاز ہے مردانِ حُر کا آج بھی

تک رہا تھا چشمِ حیرت سے جہانِ خوب وزشت
آسماں سے پھول برسے، درمیانِ سنگ وخشت
جب مکمل ہوگئی وہ داستانِ حق نوشت
بجھ گئے دوزخ کے شعلے، چھا گیا ابرِ بہشت
منتظر تھی دیر سے جنت، بہادر کے لئے
آخرش وقتِ شہادت آگیا حُرؓ کے لئے

حُرؑ کو دیکھا نزع میں تو رُو کے مولاؑ نے کہا
اے وفاداری کی عظمت، تجھ پہ صدقے ہر وفا
اے وقارِ جاں نثاری، میری جاں تجھ پر فدا
دیکھ کر محوِ تبسم حُرؑ کو حوروں نے کہا

واہ کیا وقتِ شہادت حُرؑ تیری تقدیر ہے
تیرا سَر ہے اور تکیہ، زانوئے شبیرؑ ہے



اردو اسپیس

9 789697 797011

Price in Pak Rs. 200/-